رمضان المبارک 1444ھ
اپریل 2023ء
ماہنامہ
خواتین
جلد:02
شمارہ:04
ویب ایڈیشن

اگر افسر یا سیٹھ بات بات پر غصّہ کرتا اور جھاڑتا ہو تو اٹھتے بیٹھتے ہر وقت "یَا حَیُّ، یَا قَیُّوْمُ" پڑھتے رہئے اور تصوُّر میں افسر یا سیٹھ کا چہرہ لاتے رہئے، اِن شَآءَ اللّٰہ وہ آپ پر مہربان ہو جائے گا۔ (چڑیا اور اندھا سانپ، ص30)

"یَا جَلِیْلُ" (اے بزرگی والے) 10 بار پڑھ کر اپنے مال و اَسباب اور رقم وغیرہ پر دَم کر دیجئے، اِن شَآءَ اللّٰہ چوری سے محفوظ رہے گا۔ (چڑیا اور اندھا سانپ، ص29)

اگر گھر میں بیماری اور غربت و ناداری نے بسیرا کر لیا ہو تو بِلاناغہ 7 روز تک ہر نَماز کے بعد "یَا رَزَّاقُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ یَا سَلَامُ" 112 بار پڑھ کر دعا کیجئے، اِن شَآءَ اللّٰہ بیماری، تنگدستی و ناداری سے نَجات حاصِل ہو گی۔ (چڑیا اور اندھا سانپ، ص30)

جو شخص طُلُوعِ آفتاب کے وَقت "بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم" 300 بار اور دُرُود شریف 300 بار پڑھے اللّٰہ پاک اس کو ایسی جگہ سے رِزق عطا فرمائے گا جہاں اس کا گمان بھی نہ ہو گا اور (روزانہ پڑھنے سے) اِن شَآءَ اللّٰہ ایک سال کے اندر اندر امیر و کبیر ہو جائے گا۔

(شمس المعارِف الکبری و لطائف العوارف ص37، چڑیا اور اندھا سانپ، ص27)

CONTENT

حمد و نعت		2
پیغامِ بنتِ عطار	63نیک اعمال (نیک عمل نمبر 3)	3
تفسیر قرآنِ کریم	قرآن ادبِ مصطفےٰ سکھاتا ہے (قسط6)	5
شرحِ حدیث	فوت شدہ والدین کے ساتھ بھلائی	8
ایمانیات	میدانِ حشر کی طرف جانے کی کیفیت (قسط10)	10
فیضانِ سیرتِ نبوی	حضور کی والدہ ماجدہ (قسط12)	12
معجزاتِ انبیا	حضرت یوسف علیہ السلام کے معجزات و عجائبات (قسط10)	14
فیضانِ اعلیٰ حضرت	شرح سلام رضا	16
فیضانِ امیرِ اہلِ سنت	مدنی مذاکرہ	18
اسلام اور عورت	احساسِ ندامت دائمی کیوں نہیں؟	20
خاندان میں عورت کا کردار	نومولود کو نہلانے کی احتیاطیں (قسط6)	21
ازواجِ انبیا	ازواجِ مصطفےٰ: سیدہ خدیجۃ الکبریٰ (قسط2)	23
بزرگ خواتین کے سبق آموز واقعات	خاتونِ جنت اور تلاوتِ قرآن	25
شرعی رہنمائی	اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل	27
رسم و رواج	رشتہ دیکھنا	28
اخلاقیات	صلہ رحمی	30
	قطعِ تعلقی	32
تحریری مقابلہ	ماہنامہ فیضانِ مدینہ کا مقابلہ	34
مدنی خبریں	شعبہ دعوتِ اسلامی کے شب و روز	40

شرعی تفتیش: مولانا مفتی محمد انس رضا عطاری مدنی دار الافتاء اہلِ سنت (دعوتِ اسلامی)

تاثرات (Feedback) کے لئے اپنے تاثرات، مشورے اور تجاویز نیچے دیئے گئے ای میل ایڈریس اور (صرف تحریری طور پر) واٹس ایپ نمبر پر

بھیجئے: mahnamahkhawateen@dawateislami.net پیش کش: شعبہ ماہنامہ خواتین المدینۃ العلمیہ (اسلامک ریسرچ سینٹر) دعوتِ اسلامی

WhatsApp 0348-6422931

مناجات

یاربِّ محمد مری تقدیر جگادے

یاربِّ محمد مِری تقدیر جگادے
صحرائے مدینہ مجھے آنکھوں سے دکھادے

پیچھا مِرا دنیا کی محبت سے چُھڑا دے
یارب مجھے دیوانہ مدینے کا بنادے

روتا ہوا جس وقت میں دربار میں پہنچوں
اُس وقت مجھے جلوۂ محبوب دکھادے

دل عشقِ محمد میں تڑپتا رہے ہر دم
سینے کو مدینہ مِرے اللہ بنادے

ایمان پہ دے موت مدینے کی گلی میں
مدفن مِرا محبوب کے قدموں میں بنادے

دیتا ہوں تجھے وَاسِطہ میں پیارے نبی کا
اُمَّت کو خدایا رہِ سنّت پہ چلا دے

عطّاؔر سے محبوب کی سُنَّت کی لے خدمت
ڈنکا یہ تِرے دین کا دُنیا میں بجادے

از: امیرِ اہلِ سنّت دامت برَکاتُہمُ العالیہ
وسائلِ بخشش (مرمم)، ص112

نعت

محمد مصطفٰے جب حشر میں تشریف لائیں گے

محمد مصطفٰے جب حَشُر میں تشریف لائیں گے
تو اپنے نام لیووں کو اِشارے میں چُھڑائیں گے

جو مُحْشَر میں پکاریں گے اَغِثْنِیْ یَارَسُوْلَ اللہ
تو اُن کی دَسْت گیری کے لیے سرکار آئیں گے

جہنم چیختا جب عرصۂ مُحْشَر میں آئے گا
سیہ کاروں کو وہ دامانِ رحمت میں چھپائیں گے

"محمد" وِردِ لب، دامانِ اَحمد دونوں ہاتھوں میں
گدایانِ نبی اس شان سے مُحْشَر میں آئیں گے

گزر جائیں گے پُل سے "رَبِّ سَلِّم" کی صدا سُن کر
وہ بیڑا پار خود اپنے غلاموں کا لگائیں گے

جو ہوں گی حشر میں سوکھی زبانیں پیاس سے باہر
تو شاہِ خُلد و کوثر جام بھر بھر کے پلائیں گے

خدا چاہے تو پیشِ حق عدالت میں کھڑے ہو کر
جمیلؔ قادری نعت اپنے مولیٰ کی سنائیں گے

از: مَدَّاحُ الْحَبِیْب مولانا جمیل الرحمٰن قادری رضوی رحمۃُ اللہِ علیہ
قبالۂ بخشش، ص310

نیک اعمال 63

نیک عمل نمبر 2

انسان کی زندگی اس کے پاس اللہ پاک کی امانت ہے جس کے متعلق اس سے ضرور پوچھا جائے گا، سمجھداری اسی میں ہے کہ زندگی کے ان ایام کو غنیمت جان کر جو کرنا ہے ابھی کر لیا جائے، بعد میں صرف پچھتاوا رہ جائے گا۔ کچھ کرنا چاہتی ہیں تو بہتر یہ ہے کہ اپنے اعمال کا روزانہ محاسبہ کیجئے اور جائزہ لیجئے کہ آج کا دن کن نیک اعمال میں گزرا؟ اور کون سے گناہ سرزد ہوئے؟ کہ غفلت کی حالت میں موت آگئی تو پچھتانے کا بھی موقع نہ ملے گا۔ چنانچہ ہر گزرتے لمحے پر غور فرمائیے کہ

غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی
قدرت نے گھڑی عمر کی ایک اور گھٹا دی

نیک اعمال کا جائزہ لینا: ہمیں ایسے کام کرنے کی فکر میں رہنا چاہئے کہ جو قیامت کے دن ہماری نجات کا باعث بنیں اور ایسی فکر کے حصول کے لئے اللہ پاک سے دعا کرتی رہیں، کیونکہ ایسی فکر کے متعلق آخری نبی سرکارِ دو عالَم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: امورِ آخرت میں گھڑی بھر غور و فکر کرنا 60 سال کی عبادت سے بہتر ہے۔[1] آخرت کے متعلق غور و فکر کرنے سے چونکہ عمل کا جذبہ بیدار ہوتا ہے، لہٰذا ہمارے بزرگانِ دین اس معاملے میں بڑے حساس تھے، جیسا کہ مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ حضرت عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس ایک رجسٹر تھا جس میں وہ اپنے ہفتہ وار اعمال لکھا کرتے اور ہر جمعہ کو اپنے اعمال کا جائزہ لیتے اور جس عمل کو اپنے گمان میں رضائے الٰہی کے لیے نہ پاتے تو خود کو درہ مار کر فرماتے: تم نے یہ کیوں کیا؟[2] چنانچہ اگر ہم بھی بزرگوں کے طریقہ کار پر عمل کرنا چاہتی ہیں تو ہماری آسانی کے لئے اَمیرِ اَہلِ سنّت دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ نے سوالاً جواباً 63 نیک اعمال کا رسالہ ترتیب دیا ہے، جس میں تیسرا سوال یہ ہے:

نیک عمل 03: کیا آج آپ نے نماز پنجگانہ کے بعد نیز سوتے وقت کم از کم ایک ایک بار آیۃُ الکرسی، سورۂ اخلاص اور تسبیح فاطمہ پڑھی، نیز رات میں سورۃ الملک پڑھ یا سن لی؟

اس نیک عمل میں چار طرح کے وظائف کا تذکرہ ہے، آیئے! ان کی اہمیت و فضیلت جانتی ہیں:

1 آیۃُ الکرسی کی فضیلت: امیر المومنین حضرت علی کَرَّمَ اللہُ وَجہَہُ الکَرِیم فرماتے ہیں: میں نے اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو منبر پر فرماتے ہوئے سنا: جو ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے اُسے جنت میں داخل ہونے سے موت کے سوا کوئی چیز نہیں روکتی اور جو کوئی رات کو سوتے وقت اسے پڑھے اللہ پاک اُسے، اُس کے گھر اور آس پاس کے گھروں کو محفوظ فرما دے گا۔[3] چنانچہ یہ فضیلت و برکت پانے کے لئے نماز کے بعد آیتُ الکرسی پڑھنے کی عادت بنا لیجئے۔

2 سورۂ اخلاص کے فوائد: اس سورت کے بھی بے شمار فضائل ہیں کہ اس سے محبت کرنا جنت میں داخلے کا سبب ہے، جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے بارگاہِ رسالت میں عرض کی کہ مجھے سورۂ اخلاص سے بہت محبت ہے۔ تو حضور نے اس سے ارشاد فرمایا: تیرا یہ فعل تجھے جنت میں لے جائے گا۔[4] چنانچہ اگر اس سورت سے محبت کی بنا پر ہر نماز کے بعد کم از کم ایک بار ہی ہم یہ

سورت پڑھنے کی عادت بنالیں گی تو ہمارا یہ عمل قیامت کے دن نجات کا سبب بن سکتا ہے۔ نیز سوتے وقت بھی یہ سورت پڑھنے کی عادی ہو جائیں کہ اس وقت اسے پڑھنے کے متعلق مروی ہے: جو اپنے بچھونے پر سونے کا ارادہ کرے تو اپنی سیدھی کروٹ پر سوئے، پھر 100 مرتبہ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھے تو قیامت کے دن اس سے اللہ پاک فرمائے گا: اے میرے بندے! تو اپنی سیدھی طرف سے جنت میں داخل ہو جا۔[5] سبحانَ اللہ! اگر آپ کم از کم 100 مرتبہ رات کو سوتے وقت نہیں پڑھ سکتیں تو کم از کم تین مرتبہ پڑھنے کی ہی عادت اپنا لیجئے کہ اس سورت کو تین مرتبہ پڑھنا تہائی قرآن کے برابر ہے۔[6]

3 **تسبیحِ فاطمہ کی فضیلت:** خاتونِ جنت سیدہ فاطمہ رضی اللہُ عنہا کے ہاتھوں میں گھر کے کام کاج کرنے کی وجہ سے چھالے پڑ گئے تھے، لہٰذا وہ خادم طلب کرنے بارگاہِ مصطفےٰ میں حاضر ہوئیں تو اللہ پاک کے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے انہیں خادم سے بہتر ایک وظیفہ یہ عطا فرمایا کہ جب سونے کے لئے بستر پر جائیں تو 33 بار سبحانَ اللہ، 33 بار الحمدُ للہ اور 34 بار اللہُ اکبر پڑھ لیا کریں۔[7] حضرت علامہ بدرُ الدین عینی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: اللہ پاک اس تسبیح پڑھنے والے کو ایسی قوت عطا فرماتا ہے جس کے بعد اس کے لیے مشکل کام آسان ہو جاتے ہیں اور اسے خادم کی ضرورت نہیں رہتی۔ پھر اس تسبیح کا اُخروی ثواب دنیا میں خادم کی خدمت کے نفع سے زیادہ بہتر ہے۔[8] نیک عمل نمبر 3 پر عمل کی برکت سے دن بھر کی تھکن دور ہو جائے گی۔ اِن شاءَ اللہ

4 **سورۂ ملک کے فضائل:** تیسرے نیک عمل میں مذکور چوتھا وظیفہ رات کو سورۂ ملک پڑھنا/ سننا ہے۔ اس سورت کے متعلق مروی ہے: یہ سورت عذابِ قبر سے بچاتی ہے۔[9] حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بندہ قبر میں جائے گا تو عذاب جس طرف سے بھی آنے کی کوشش کرے گا، اسے راستہ نہ ملے گا بلکہ اسے کہا جائے گا: تیرے لئے اس طرف سے کوئی راستہ نہیں کیونکہ یہ رات میں سورۂ ملک پڑھا کرتا تھا۔[10] یہ تو معاملہ قبر کا ہے، یہ سورت اتنی مبارک ہے کہ صرف قبر میں ہی عذاب سے چھٹکارے کا ذریعہ نہیں بنے گی، بلکہ بارگاہِ خداوندی سے اپنے پڑھنے والے کے لئے مغفرت کا پروانہ بھی دلائے گی۔ جیسا کہ ایک روایت میں ہے: قرآن میں 30 آیتوں پر مشتمل ایک سورت (یعنی سورۂ ملک) ہے جو اپنے قاری (reciter) کیلئے شفاعت کرتی رہے گی یہاں تک کہ اس کی مغفرت کر دی جائے گی۔[11] ہمارے پیارے و آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم بھی رات کو آرام فرمانے سے پہلے اسے تلاوت فرماتے تھے۔[12]

اگر ہم مذکورہ چاروں اوراد و وظائف کی برکتیں حاصل کرنا چاہتی ہیں تو اس کا آسان طریقہ یہی ہے کہ نیک اعمال کا رسالہ حاصل کر کے روزانہ کی بنیاد پر اپنے اعمال کا جائزہ لیں اور اگر کوئی عمل مشکل معلوم ہو تو ہمت نہ ہاریں بلکہ یہ فرمانِ مصطفےٰ یاد رکھیے کہ افضل عمل وہ ہے جس میں زحمت زیادہ ہو۔[13] نیز اپنے ربِّ کریم کی رضا حاصل کرنے کے لیے بروز بدھ دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار اجتماع میں شریک ہو کر خوب نیکیاں کمائیں، ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو اپنا نیک اعمال کا رسالہ پُر کر کے متعلقہ ذمہ دار کو جمع کروائیں۔ البتہ! جو اسلامی بہنیں موبائل فون کے ذریعے نیک اعمال کے رسالے کو فِل کرنا چاہتی ہیں وہ پلے اسٹور پہ جا کر نیک اعمال کا رسالہ ڈاؤن لوڈ کر کے اس کو روزانہ کی بنیاد پر فِل کر سکتی ہیں۔ اللہ پاک ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

1 جامع صغیر، ص365، حدیث:5897 2 درۃ الناصحین، ص253 3 شعب الایمان، 2/458، حدیث:2395 4 ترمذی، 4/413، حدیث:2910 5 مشکاۃ المصابیح، 1/406، حدیث:2159 6 بخاری، 3/407، حدیث:5015 ماخوذاً 7 مسلم، ص1120، حدیث:6918 8 عمدۃ القاری، 14/374، تحت الحدیث 5361 ملخصاً 9 مستدرک، 3/322، حدیث:3892 10 مستدرک، 3/322، حدیث:3892 11 ترمذی، 4/408، حدیث:2900 12 تفسیر روح البیان، 10/98 13 کشف الخفاء، 1/141، حدیث:459

بنتِ طارق عطاریہ مدنیہ
ناظمہ جامعۃ المدینہ گرلز فیضانِ ام عطار شفیع کا بھٹہ سیالکوٹ

قرآن ادبِ مصطفےٰ سکھاتا ہے (قسط 6)

آیت نمبر: 7

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰىؕ-لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ(۳) (پ26، الحجرات:3) ترجمہ کنز العرفان: بیشک جو لوگ اللہ کے رسول کے پاس اپنی آوازیں نیچی رکھتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے پرہیز گاری کے لیے پرکھ لیا ہے، ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

جب بارگاہِ رسالت میں اپنی آواز کو پست رکھنے کا حکم نازل ہوا تو تمام صحابہ کرام، بالخصوص حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر فاروق علیہمُ الرّضوان حضور کی بارگاہ میں اپنی آوازیں پست رکھنے لگے، لہٰذا یہ آیت ان کے حق میں نازل ہوئی اور ان کے عمل کو سراہتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا: بے شک جو لوگ ادب و تعظیم کے طور پر اللہ پاک کے رسول صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بارگاہ میں اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ پاک نے پرہیز گاری کیلئے پرکھ لیا (اور ان میں موجود پرہیز گاری کو ظاہر فرمادیا) ہے، ان کے لیے آخرت میں بخشش اور بڑا ثواب ہے۔[1]

آیت سے ماخوذ باتیں: ☆تمام عبادات بدن کا تقویٰ ہیں اور حضور کا ادب دل کا تقویٰ ہے۔ ☆اللہ پاک نے صحابہ کرام کے دل تقویٰ کے لئے پرکھ لئے ہیں تو جو انہیں مَعاذَ اللہ فاسق مانے وہ اس آیت کا منکر ہے۔ ☆حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہُ عنہما کی بخشش یقینی ہے کیونکہ اللہ پاک نے ان کی بخشش کا اعلان فرما دیا ہے۔ ☆ان دونوں بزرگوں کا اجر و ثواب ہمارے وہم و خیال سے بالا ہے کیونکہ اللہ پاک نے اسے عظیم فرمایا ہے۔[2] ☆حضور کی تعظیم کی وجہ سے پست آواز سے کلام کرنا اللہ کو بہت ہی پسند ہے اور ایسے لوگ کمال کے انتہائی درجہ پر فائز ہیں۔[3] ☆جو آوازیں پست رکھتے ہیں ان کے دل تقویٰ و پرہیز گاری سے بھرے ہوئے ہیں اور اس ادب کی وجہ سے ان کے واسطے مغفرت اور بھاری اجر ہے۔[4] ☆وہ اجر ایسا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل میں اس کا خیال گزرا۔[5]

☆صحابہ کرام انتہائی پرہیزگار اور اللہ پاک سے بہت زیادہ ڈرنے والے تھے کیونکہ جس نے حضور کو اللہ پاک کا رسول مان لیا اور آپ کی اس قدر تعظیم کی کہ آپ کے سامنے اس ڈر سے اپنی آواز تک بلند نہ کی کہ کہیں بلند آواز سے بولنے کی بنا پر اس کے اعمال ضائع نہ ہو جائیں تو اس کے دل میں اللہ پاک کی تعظیم اور اس کا خوف کتنا زیادہ ہو گا![6]

آیت نمبر: 8

إِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۵﴾ (پ26، الحجرات:5،4) ترجمہ کنز العرفان: بیشک جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم ان کے پاس خود تشریف لے آتے تو یہ ان کے لیے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس آیت کے شانِ نزول سے متعلق مروی ہے کہ ایک مرتبہ بنی تمیم کا وفد مدینہ طیبہ آیا۔ جس میں اس قبیلے کے بڑے بڑے سردار تھے اور ان کا رئیس اعظم اَقْرَع بن حابِس اور ان کا خطیب عُطارِد اور شاعر زَبْرِقان بن بَدْر بھی اس وفد میں ساتھ آئے تھے۔ یہ لوگ دندناتے ہوئے کاشانۂ نبوت کے پاس پہنچ گئے اور شور مچانے لگے۔ اس وقت حضور قیلولہ فرما رہے تھے۔ حضرت بلال اور دوسرے صحابہ نے ان لوگوں کو بہت منع کیا کہ کاشانۂ نبوی کے پاس شور نہ مچاؤ، نمازِ ظہر کے لئے حضور خود مسجد میں تشریف لانے ہی والے ہیں۔ مگر یہ لوگ ایک نہ مانے، شور مچاتے ہی رہے، جب آپ باہر تشریف لاکر مسجد نبوی میں رونق افروز ہوئے تو بنی تمیم کا رئیسِ اعظم اَقْرَع بن حابِس بولا کہ اے محمد! ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم گفتگو کریں۔ کیونکہ ہم وہ لوگ ہیں کہ جس کی مدح کر دیں وہ مزین ہو جاتا ہے اور جس کی مذمت کر دیں وہ عیب سے داغ دار ہو جاتا ہے۔ حضور نے فرمایا: تم لوگ غلط کہتے ہو! یہ اللہ پاک ہی کی شان ہے کہ اس کی مدح زینت اور اس کی مذمت داغ ہے۔ تم لوگ یہ کہو کہ تمہارا مقصد کیا ہے؟ یہ سن کر وہ کہنے لگے کہ ہم اپنے خطیب اور اپنے شاعر کو لے کر یہاں آئے ہیں تاکہ ہم اپنے قابلِ فخر کارناموں کو بیان کریں اور آپ اپنے پیش کریں۔ حضور نے فرمایا: میں شعر و شاعری کے لئے بھیجا گیا ہوں نہ اس طرح فخر میں مقابلے کا مجھے اللہ پاک کی طرف سے حکم ملا ہے۔ میں تو خدا کا رسول ہوں، اس کے باوجود اگر تم یہی کرنا چاہتے ہو تو میں تیار ہوں۔

یہ سنتے ہی اَقْرَع بن حابِس نے اپنے خطیب عُطارِد کی طرف اشارہ کیا، اس نے کھڑے ہو کر اپنے اور اپنے باپ دادا کے مناقب پر بڑی فصاحت و بلاغت کے ساتھ ایک دھواں دھار خطبہ پڑھا تو حضور نے انصار کے خطیب حضرت ثابت بن قیس بن شَمَّاس رضی اللہ عنہ کو جواب دینے کا حکم فرمایا۔ انہوں نے اٹھ کر فوراً ایسا فصیح و بلیغ اور مؤثر خطبہ دیا کہ بنی تمیم ان کے زورِ کلام اور قابلِ فخر کارناموں کی عظمت سن کر دنگ رہ گئے اور ان کا خطیب عُطارِد بھی ہکا بکا ہو کر شرمندہ ہو گیا۔

پھر بنی تمیم کا شاعر زَبْرِقان بن بَدْر اٹھا اور اس نے ایک قصیدہ پڑھا۔ حضور نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اشارہ فرمایا تو انہوں نے فوراً ایک ایسا مُرَصَّع اور فصاحت و بلاغت سے معمور قصیدہ پڑھا کہ ان کا غرور خاک میں مل گیا۔ بالآخر اَقْرَع بن حابِس کہنے لگا کہ خدا کی قسم! محمد کو غیب سے ایسی تائید و نصرت حاصل ہو گئی ہے کہ ہر فضل و کمال ان پر ختم ہے۔ بلاشبہ ان کا خطیب ہمارے خطیب سے زیادہ فصیح و بلیغ اور ان کا شاعر ہمارے شاعر سے بہت بڑھ چڑھ کر ہے۔ اس لئے انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ ہم ان کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیں۔ چنانچہ یہ لوگ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ انہی کے متعلق قرآنِ مجید کی یہ آیت نازل ہوئی۔ (7)

اس واقعے سے بظاہر تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ لوگ اپنی زبان دانی اور فصاحت و بلاغت پر فخر کرنے والے تھے۔ نیز اپنی قوم میں اپنی ذہنی صلاحیتوں کی وجہ سے برتری بھی رکھتے تھے تو پھر قرآنِ کریم میں انہیں بے عقل کیوں کہا گیا؟ تو اس کا جواب کچھ یوں دیا گیا ہے کہ ان لوگوں میں سے اکثر کو بے عقل کہنے کی دو وجہیں ہو سکتی ہیں: پہلی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ وہ بے علم ہیں (اور بارگاہِ نبوت کے آداب نہیں جانتے)، یعنی یہاں عقل سے علم مراد ہے، کیونکہ علم ہی عقل کا نتیجہ ہوتا ہے اور دوسری وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ان کا یہ فعل (یعنی حضور کو حجروں کے باہر سے پکارنا) عقل مندوں جیسا نہ تھا۔ (8)

بنی تمیم کا حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو یوں پکارنا اگرچہ اللہ و رسول کو پسند نہ آیا مگر پھر بھی ان کی کم عقلی و کم علمی کی بنا پر درگزر فرمایا گیا، چنانچہ اللہ پاک کی ناپسندیدگی و درگزر فرمانے کا واضح اظہار تو انہی آیات میں ہو رہا ہے کہ اللہ

پاک نے ان لوگوں کی اس حرکت کو ذکر کرنے کے بعد انہیں بارگاہِ نبوت کا یہ ادب سکھایا کہ انہیں حضور کو پکارنے کے بجائے صبر اور انتظار کرنا چاہئے تھا، یہاں تک کہ حضور خود ہی ان کے پاس تشریف لے آتے اور اس کے بعد یہ لوگ اپنی عرض پیش کرتے۔[9] ان لوگوں سے چونکہ یہ بے ادبی ان کی کم عقلی یا کم علمی کی وجہ سے ہوئی تھی، لہٰذا ان سے درگزر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اگر وہ توبہ کریں تو اللہ پاک انہیں بخشنے والا اور ان پر مہربانی فرمانے والا ہے۔[10] جبکہ حضور کی ناپسندیدگی اور درگزر فرمانے کا تذکرہ اس روایت سے ہوتا ہے جس میں ہے کہ ایک مرتبہ کسی نے حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے عرض کی کہ اس آیت میں کون لوگ مراد ہیں تو آپ نے ارشاد فرمایا: هُمْ جُفَاةُ بَنِي تَمِيمٍ لَوْلَا اَنَّهُمْ مِنْ اَشَدِّ النَّاسِ قِتَالًا لِلْاَعْوَرِ الدَّجَّالِ لَدَعَوْتُ اللهَ عَلَيْهِم اَنْ يُهْلِكَهُمْ یعنی یہ بنی تمیم کے اکھڑ مزاج لوگ تھے۔ اگر یہ لوگ (قیامت کے قریب) کانے دجال سے جنگ کے وقت سب سے زیادہ سخت مزاحمت کرنے والے نہ ہوتے تو میں بارگاہِ خداوندی میں ان کے خلاف دعا کرتا کہ انہیں ہلاک فرمادے۔[11]

حضور کے ان الفاظ سے معلوم ہوا کہ آپ کو ان لوگوں کا یوں پکارنا بہت بُرا محسوس ہوا، مگر آپ نے ان سے درگزر فرمایا اور ان کی ہلاکت کی دعا نہ فرمائی، نیز حضور کے یہ الفاظ آپ کی غیب دانی پر بھی دلالت کرتے ہیں، کیونکہ ان سے روزِ روشن کی طرح واضح ہو رہا ہے کہ آپ کو قیامت کے نزدیک دجال کے خروج کا بخوبی علم تھا اور آپ یہ بھی خوب جانتے تھے کہ اس وقت دجال کے مقابلے میں جو مسلمان مزاحمت کریں گے، ان میں سب سے زیادہ مضبوط یہی بنی تمیم کے لوگ ہوں گے۔

علما اور اساتذہ کی بارگاہ میں حاضری کا ایک ادب: اس آیت سے اشارۃً یہ بھی معلوم ہوا کہ جب اللہ پاک کے مُقرّب بندوں اور باعمل علما کی خدمت میں حاضر ہوں تو دروازہ بجا کر جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے، بلکہ انتظار کرنا چاہئے تاکہ وہ اپنے معمول کے مطابق آستانے سے باہر تشریف لے آئیں۔ ہمارے بزرگانِ دین کا یہی طرزِ عمل ہوا کرتا تھا، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے قرآن کریم کی تعلیم حاصل کرنے ان کے گھر تشریف لے جاتے تو دروازے کے پاس کھڑے ہو جاتے اور ان کی تعظیم کے سبب ان کا دروازہ نہ کھٹکھٹاتے (بلکہ خاموشی سے انتظار کرتے) یہاں تک کہ وہ معمول کے مطابق باہر تشریف لے آتے۔ ایک دن انہوں نے فرمایا: اے ابنِ عباس! دروازہ کیوں نہیں کھٹکھٹایا؟ عرض کی: عالم اپنی قوم میں اس طرح ہوتا ہے جس طرح نبی اپنی اُمّت میں (یعنی عالم نبی کا وارث ہوتا ہے) اور (چونکہ) اللہ پاک نے اپنے نبی کے متعلق ارشاد فرمایا ہے: وَلَوْ اَنَّهُمْ صَبَرُوْا حَتّٰى تَخْرُجَ اِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ (پ26، الحجرات:5) (ترجمہ کنزالعرفان: اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم ان کے پاس خود تشریف لے آتے تو یہ ان کے لیے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔) (لہٰذا میں نے بھی آپ کی تشریف آوری کا انتظار کیا)۔

علامہ آلوسی رحمۃُ اللہِ علیہ اپنے متعلق فرماتے ہیں: میں نے یہ واقعہ بچپن میں پڑھا تھا، الحمدللہ! اس کے بعد سے میں عمر بھر اسی کے مطابق اپنے استادوں کے ساتھ معاملہ کرتا رہا۔ اسی طرح بلند پایہ عالِم حضرت ابو عبید رحمۃُ اللہِ علیہ کے متعلق بھی منقول ہے کہ انہوں نے کبھی کسی عالم کا دروازہ نہ کھٹکھٹایا بلکہ ہمیشہ استاذ صاحب کے باہر آنے کا انتظار کرتے رہتے۔[12]

آیت سے دو باتیں معلوم ہوئیں: (1) حضور پُرنور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے دربار شریف کے آداب اللہ پاک نے بنائے اور اسی نے سکھائے ہیں۔ یاد رہے! یہ آداب صرف انسانوں پر ہی جاری نہیں بلکہ جنوں، انسانوں اور فرشتوں سب پر جاری ہیں اور یہ آداب کسی خاص وقت تک کے لئے نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے ہیں۔ (2) اکابرین کی بارگاہ کا ادب کرنا بندے کو بلند درجات تک پہنچاتا ہے اور دنیا و آخرت کی سعادتوں سے نوازتا ہے۔[13]

---

(1) تفسیر جلالین مع تفسیر صاوی، 5 / 1987 ملخصاً (2) تفسیر نور العرفان، ص 823 (3) تفسیر مظہری، 9/9 (4) تفسیر حسنات، 6/ 97 (5) تفسیر روح المعانی، جزء:26 / 405 (6) تفسیر صراط الجنان، 9 / 405 (7) تفسیر روح المعانی، جزء:26 / 408 (8) تفسیر ماوردی، 5/ 328 (9) تفسیر روح البیان، 9 / 68 ملخصاً (10) تفسیر روح البیان، 9/ 68 (11) تفسیر قرطبی، جزء:26، 8/ 223 (12) تفسیر روح المعانی، جزء:26/ 412 (13) تفسیر صراط الجنان، 9/ 408

فوت شدہ والدین کے ساتھ بھلائی

بنتِ کریم عطاریہ مدنیہ
معلمہ جامعۃ المدینہ گرلز خوشبوئے عطار واہ کینٹ

شرحِ حدیث

ایک عورت نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم! میں نے اپنی والدہ کو ایک لونڈی صدقہ (یا تحفہ) میں دی تھی اور اب میری والدہ فوت ہو چکی ہیں (اور وہ لونڈی مجھے پھر مل گئی ہے، اب میں کیا کروں؟)۔ ارشاد فرمایا: تمہارا ثواب پورا ہو گیا اور میراث نے تمہیں لونڈی واپس دیدی۔ عرض کی: یارسولَ اللہ صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم! میری والدہ پر ایک مہینے کے روزے تھے اور انہوں نے حج بھی نہ کیا تھا۔ کیا میں ان کی طرف سے روزے رکھ لوں؟ اور حج کر لوں؟ تو حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے انہیں اجازت عطا فرمادی۔[1]

شرحِ حدیث

مذکورہ حدیثِ مبارکہ سے جہاں یہ معلوم ہو رہا ہے کہ ہماری بزرگ خواتین اپنے والدین خواہ وہ فوت ہی ہو گئے ہوں، کے ساتھ بھلائی کا ذہن رکھتی تھیں، وہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور نبیِ کریم صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم صحابیات کی بھی ہر معاملے میں کامل راہ نمائی فرماتے تھے، جس کی وجہ سے ہمیں مسائلِ شرعیہ کا بیش بہا خزانہ میسر آیا ہے۔ چنانچہ اس حدیثِ پاک سے جو اہم باتیں ہمیں معلوم ہو رہی ہیں، ان میں سے چند باتیں پیشِ خدمت ہیں:

کیا اپنے غریب و نادار والدین کو صدقہ دیا جا سکتا ہے؟

صدقہ چونکہ نفلی اور واجبی دو طرح کا ہوتا ہے، لہٰذا اس حوالے سے جان لیجئے کہ **غریب ماں باپ کو صدقہ نفلی دے سکتے ہیں صدقہ فرض نہیں دے سکتے۔**[2] مذکورہ حدیثِ پاک میں اس صحابیہ نے اپنی والدہ کو جو صدقہ دینے کے متعلق عرض کی تھی اس کے متعلق مفتی احمد یار خان رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: **ہو سکتا ہے کہ ان بی بی نے اپنی ماں کو لونڈی ہدیۃً دی ہو اور صدقہ سے ہدیہ مراد لیا ہو۔**[3]

مذکورہ حدیثِ پاک سے ایک اور اہم مسئلہ یہ بھی معلوم ہو رہا ہے کہ حضور نبیِ کریم صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلّم نے صدقہ دے کر واپس لینے سے منع کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا: صدقہ واپس نہ لو کہ اپنے صدقہ میں رجوع کرنے والا ایسا ہے جیسے اپنی قے دوبارہ کھا لینے والا ہے۔[4] چنانچہ اس روایت کی بنا پر اس صحابیہ کو یہ اشکال پیدا ہوا کہ کہیں وہ بھی اس وعید کے تحت تو نہیں آتیں! لہٰذا انہوں نے یہ اشکال دور کرنے کے لئے گویا حضور سے عرض کی کہ وہ لونڈی بطورِ میراث مجھے مل رہی ہے آیا اسے لوں یا نہ لوں یا کسی اور کو خیرات کر دوں؟ تو حضور صلی

اللہ علیہ والہٖ وسلم نے انہیں ارشاد فرمایا کہ وہ یہ لونڈی رکھ سکتی ہیں کیونکہ بطورِ میراث اگر اپنا صدقہ لوٹ آئے تو اس کا لینا جائز ہے۔[5] یہاں یہ جاننا بھی فائدے سے خالی نہ ہو گا کہ صدقہ واپس لینے کی چند صورتیں ہیں: (1) دیکر واپس لے لینا، (2) دیکر خرید لینا اور (3) دینے کے بعد بطورِ میراث پھر صدقہ کا لوٹ آنا۔ پہلی صورت بالکل ناجائز ہے اور تیسری صورت بالکل جائز (جیسا کہ مذکورہ حدیث میں بیان ہوا ہے)، جبکہ دوسری صورت میں کچھ تفصیل ہے۔[6]

والدین کی طرف سے کون سی عبادت کرنا جائز ہے؟

یاد رکھئے! عبادات تین قسم کی ہیں: محض بدنی، محض مالی، بدنی ومالی کا مجموعہ۔ محض بدنی عبادات میں نیابت مطلقاً ناجائز ہے جیسے روزہ، نماز اور محض مالی میں مطلقاً جائز جیسے زکوٰۃ اور صدقۂ فطر وغیرہ اور مجموعہ میں دائمی عُذر میں جائز ویسے ناجائز۔[7] روزہ چونکہ خالص بدنی عبادت ہے جس میں نیابت ناجائز ہے، لہٰذا مذکورہ حدیث میں روزے رکھنے سے مراد ان کا کفارہ دینا ہے یعنی (حضور نے اس صحابیہ سے ارشاد فرمایا کہ) تم اپنی ماں کے روزوں کا فدیہ دے دو جو حکمًا روزہ ہے۔[8] اس حدیثِ پاک میں روزے رکھنے سے ان کا فدیہ مراد لینے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ایک روایت میں ہے: جو مر جائے اور اس پر ایک ماہ کے روزے ہوں تو چاہئے کہ اس کی طرف سے ہر دن کے بدلے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا جائے۔[9] چونکہ اسے فدیہ بھی کہتے ہیں، لہٰذا کھانا کھلایا جائے یا ایک صدقہ فطر یعنی نصف صاع (دو کلو میں 80 گرام کم) گندم یا اس کا آٹا یا ایک صاع (یعنی 4 کلو میں 160 گرام کم) کھجور یا کشمش یا جو یا اس کا آٹا دے دیا جائے، تمام صورتیں جائز ہیں۔

مذکورہ حدیثِ پاک میں اس صحابیہ کو والدہ کی طرف سے حج کرنے کی بھی اجازت ملی تھی۔ تو جان لیجئے کہ تمام عُلما کا اس پر اتفاق ہے کہ میت کی طرف سے حجِ بدل کرنا جائز ہے، کیونکہ حج خالص بدنی عبادت نہیں بلکہ بدنی اور مالی (عبادت) کا مجموعہ ہے جو (میت کی طرف سے) کسی کے ادا کر دینے سے ادا ہو سکتا ہے۔[10] بلکہ والدین کی طرف سے حج کرنے والوں کے فضائل بھی مروی ہیں، چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ والدین کی طرف سے حج کرنے والے کے لئے دس حج کا ثواب ہے۔[11] ایک روایت میں یہ ہے کہ اپنے والدین کی طرف سے حج کرنے کے سبب ان دونوں کی روحیں خوش ہوں گی اور (حج کرنے والا) اللہ پاک کے نزدیک بھلائی کرنے والا لکھا جائے گا۔[12]

فوت شدہ والدین کے ساتھ بھلائی کے چند طریقے

والدین زندہ ہوں یا فوت ہو جائیں ہمیں ہمارے پیارے دین نے ان کے ساتھ بھلائی کرنے کا ہی حکم دیا ہے، چنانچہ ایک شخص کو حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے والدین کے انتقال کے بعد ان کے ساتھ بھلائی کرنے کی جو چار صورتیں ارشاد فرمائیں، ان کا خلاصہ یہ ہے: (1) ان کے لئے دعا و استغفار کرے (2) انہوں نے کسی سے وعدہ کیا ہو تو اسے پورا کرے (3) اس رشتے کو جوڑے رکھے جو انہی کی وجہ سے جُڑتا تھا یعنی جن عزیزوں سے رشتہ صرف ماں یا باپ کی وجہ سے ہو، دوسری وجہ سے نہ ہو ان سے اچھا سلوک کرے اور (4) ان کے دوستوں (یعنی باپ کے دوستوں اور ماں کی سہیلیوں) کی عزت کرے۔[13]

فوت شدہ والدین کے ساتھ بھلائی کرنے سے متعلق کئی روایات مروی ہیں، چنانچہ ان کی روشنی میں علمائے کرام نے جو باتیں بیان کی ہیں، ذیل میں ان کا خلاصہ پیشِ خدمت ہے:

☆اولاد ہر نماز کے بعد اپنے والدین کے لیے دعا کرتی رہے ☆ان کے نام پر صدقات و خیرات کرے ☆ان کی طرف سے حجِ بدل کرے یا کسی اور سے کروائے ☆ان کا تیجہ، دسواں، چالیسواں، برسی کرے ☆بعض لوگ اپنے والدین کی اچھی رسمیں باقی رکھتے ہیں، اگر ماں باپ کسی تاریخ میں خیرات کرتے تھے یا میلاد شریف، گیارہویں کرتے تھے تو وہ ہمیشہ کرتے ہیں، جس مسجد میں نماز پڑھتے تھے اس مسجد کو آباد کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔[14] ☆بعدِ موت جنازے کی تجہیز، غسل و کفن، نماز و دفن، صدقہ و خیرات و اعمالِ صالحہ کا ثواب انہیں پہنچاتے رہنا، بلکہ جو بھی نیک کام کرے اس کا ثواب انہیں اور تمام مسلمانوں کو پہنچاتے رہنا، ان پر کسی کا قرض ہو تو اس کی ادائیگی میں کوشش و جلدی کرنا، کبھی کوئی گناہ کر کے انہیں قبر میں ایذا (تکلیف) نہ پہنچانا۔[15]

---

(1) مسلم، ص446، حدیث:2697 ملخصاً (2) مراۃ المناجیح، 3/132 (3) مراۃ المناجیح، 3/131 (4) مشکاۃ المصابیح، 1/370، حدیث:1954 (5) مراۃ المناجیح، 3/132 (6) مراۃ المناجیح، 3/132 (7) مراۃ المناجیح، 3/132 (8) مراۃ المناجیح، 3/132 (9) ترمذی، 2/172، حدیث:718 (10) مراۃ المناجیح، 3/132 (11) دارِ قطنی، 2/329، حدیث:2587 (12) دارِ قطنی، 2/328، حدیث:2584 (13) ابوداود، 4/434، حدیث:5142 (14) مراۃ المناجیح، 6/532 (15) فتاویٰ رضویہ، 24/392، ملخصاً

سلسلہ: ایمانیات

میدانِ حشر کی طرف جانے کی کیفیت

(قسط 10)

شعبہ ماہنامہ خواتین

قیامت کے دن جب لوگ قبروں سے نکل کر میدانِ حشر کی طرف جائیں گے تو اس وقت ان کی حالت کیا ہو گی؟ اس کے متعلق تین مختلف روایات میں تقریباً ایک ہی طرح کا مفہوم بیان کیا گیا ہے، وہ تینوں روایات یہ ہیں:

1) جب لوگ میدانِ حشر کی طرف جائیں گے تو ان کی تین حالتیں ہوں گی: وہ سوار ہوں گے یا پیدل ہوں گے یا پھر منہ کے بل چل رہے ہوں گے۔[1]

2) لوگوں کا حشر تین گروہوں کی صورت میں ہو گا: ایک رغبت رکھنے اور ڈرنے والوں کا، دوسرا گروہ ان لوگوں کا جو اونٹوں پر دو، تین، چار اور دس تک سوار ہوں گے، باقی تیسرے گروہ کو آگ اکٹھا کرے گی۔[2]

3) قیامت کے دن لوگوں کا حشر تین گروہوں کی صورت میں ہو گا: ایک گروہ خوب سیر ہو کر، لباس پہنے سوار ہو کر آئے گا، ایک گروہ پیدل چلتے و دوڑتے ہوئے آئے گا اور ایک گروہ کو فرشتے چہروں کے بل گھسیٹ کر لائیں گے۔[3]

ان تینوں روایات میں تین طرح کے افراد کا تذکرہ ہوا ہے، آیئے! جانتی ہیں کہ ان سے مراد کون لوگ ہیں؟ چنانچہ

جن لوگوں کے میدانِ حشر کی طرف پیدل جانے کا تذکرہ ہوا ہے ان سے مراد وہ عام مومنین ہیں جن سے نیکیوں کے علاوہ گناہ بھی ہوئے ہوں گے، وہ خوف و رجا کے درمیان فکر مند ہوں گے، یعنی جہاں وہ اپنے گناہوں کی وجہ سے اللہ پاک کے عذاب سے ڈر رہے ہوں گے، وہیں اپنے ایمان کی وجہ سے اللہ پاک کی رحمت سے بخشش کے امیدوار بھی ہوں گے۔[4]

دوسرا گروہ ان لوگوں کا ہو گا جو صاحب فضل ہوں گے، ان کو عمدہ و عالیشان سواریوں پر لایا جائے گا۔[5] اور جس روایت میں ہے کہ ایک ہی اونٹ پر دو، تین، چار اور دس تک افراد سوار گے۔[6] تو یہاں جن اونٹوں کا ذکر ہے وہ اونٹ قربانی کے جانور نہ ہوں گے بلکہ قدرتی ہوں گے اور ان میں سے ایک ایک پر چند کا سوار ہونا یا تو اجتماعاً ہو گا کہ سب یک دم اس پر سوار ہوں گے یا باری باری کہ ایک سوار ہو گا، باقی پیدل چلیں گے، پھر دوسرے کی باری۔ نیز جس کا جتنا درجہ زیادہ ہو گا، اس کی اتنی ہی شرکت تھوڑی ہو گی، راجح بات یہی ہے کہ یہ حشر قبروں سے اٹھنے کے بعد ہو گا۔[7] اسی طرح ایک روایت میں ہے: جب قیامت کا دن ہو گا کچھ لوگ اپنی قبروں سے نکلیں گے تو اُن کے لئے سبز پروں والی سواریاں ہوں گی، وہ ان پر سوار ہوں گے تو وہ انہیں اُڑا کر میدانِ محشر میں لے جائیں گی۔[8] حضرت عَمْرو بن قَیس مُلائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مسلمان جب اپنی قبر سے نکلے گا تو اس کا عمل خوبصورت شکل اور بہترین خوشبو کی صورت میں اس کا استقبال کرے گا اور اس سے پوچھے گا: تم مجھے پہچانتے ہو؟ بندہ کہے گا: نہیں! مگر اتنا

ضرور ہے کہ اللہ پاک نے تمہیں خوشبودار اور حسین بنایا ہے۔ وہ کہے گا: دنیا میں تم بھی اسی طرح تھے، میں تمہارا نیک عمل ہوں، جب تک تم دنیا میں رہے میں تم پر سوار رہا، آج کے دن تم مجھ پر سوار ہو جاؤ۔ پھر انہوں نے آیتِ مبارکہ تلاوت کی: یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا ﴿۸۵﴾ (پ16، مریم:85) ترجمہ کنز الایمان: جس دن ہم پرہیزگاروں کو رحمٰن کی طرف لے جائیں گے مہمان بنا کر۔ جبکہ کافر کا عمل اس کا استقبال بدترین صورت اور سخت بدبو کے ساتھ کرے گا اور پوچھے گا: کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ کافر کہے گا: نہیں! مگر اتنا ضرور ہے کہ اللہ کریم نے تمہیں بدصورت اور انتہائی بدبودار بنایا ہے۔ وہ کہے گا: تم بھی دنیا میں ایسے ہی تھے، میں تمہارا بُرا عمل ہوں دنیا میں تم مجھ پر سوار رہے، آج میں تم پر سوار ہوں گا۔ پھر انہوں نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت کی: وَهُمْ یَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ (پ7، الانعام:31) ترجمہ کنز الایمان: اور وہ اپنے بوجھ اپنی پیٹھ پر لادے ہوئے ہیں۔[9]

تیسرا گروہ کفار کا ہوگا اور قیامت کے دن ان کے منہ کے بل آنے سے متعلق ارشادِ باری ہے: نَحْشُرُهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عَلٰى وُجُوْهِهِمْ (پ15، الاسراء:97) ترجمہ کنز العرفان: ہم انہیں قیامت کے دن ان کے منہ کے بل اٹھائیں گے۔ ترمذی شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے عرض کی گئی: کافر مُنہ کے بل کیسے چلیں گے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: جو ذات انہیں پیروں پر چلا سکتی ہے وہ منہ کے بل چلانے پر بھی قادر ہے۔[10]

مختلف احادیث میں مذکورہ تین حالتوں کے علاوہ بھی کچھ حالتیں مروی ہیں، انہیں بھی ملاحظہ کیجئے:

☆جو قبلہ کی جانب تھوکے قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کا تھوک دونوں آنکھوں کے درمیان[11] یا اس کے چہرے پر ہوگا۔[12] ☆جس نے سوال سے بے نیاز کرنے والی چیز پاس ہونے کے باوجود بھی سوال کیا (یعنی کسی سے کچھ مانگا) تو بروزِ قیامت اس کا حشر اس حال میں ہوگا کہ اس کے چہرے پر خراشیں ہوں گی۔[13] ☆جو کسی مسلمان کے قتل پر تھوڑا سا بھی تعاون کرے وہ بروزِ قیامت اس حال میں آئے گا کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہوگا: اللہ پاک کی رحمت سے محروم۔[14] ☆جس نے ناحق کسی کی زمین لی ہوگی اسے پابند کیا جائے گا کہ وہ میدانِ محشر تک اس زمین کی مٹی اُٹھائے ہوئے آئے۔[15]

☆جو شخص کسی خاندان کا والی ہو[16] یا جو 10 آدمیوں پر حاکم ہو کل بروزِ قیامت اس حال میں آئے گا کہ اس کے دونوں ہاتھ گردن سے بندھے ہوں گے، اس کا عدل و انصاف اسے آزاد کروائے گا یا اس کا ظلم اسے ہلاک کر دے گا۔[17] ☆جس نے کوئی چیز چوری کی تو قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کی گردن میں آگ کا طوق ہوگا اور جس نے حرام کی کوئی شے کھائی اس کے پیٹ میں آگ بھڑکائی جائے گی اور وہ جس وقت اپنی قبر سے اُٹھے گا ساری مخلوق اس کی بھیانک آواز سے کانپ اُٹھے گی، یہاں تک کہ اللہ پاک نے مخلوق کے درمیان جو فیصلہ فرمانا ہے فرما دے۔[18] ☆جو غیرُ اللہ کے لئے خوشبو لگاتا ہے وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کی بدبو مُردار سے بھی زیادہ ہوگی۔[19] ☆جو اہلِ بیت کے بغض و عداوت پر مَرا وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا کہ یہ اللہ پاک کی رحمت سے ناامید ہے اور آگاہ ہو جاؤ! جو شخص اہلِ بیت سے بغض و عداوت کی حالت پر مَرا وہ کافر مَرا اور کان کھول کر سُن لو! جو اہلِ بیت کے بغض و عداوت پر مَرا اسے جنّت کی خوشبو بھی نصیب نہ ہوگی۔[20] ☆جس نے اللہ پاک کے عطا کردہ علم میں سے کچھ چھپایا تو قیامت کے دن اس حال میں لایا جائے گا کہ اسے آگ کی لگام ڈالی گئی ہوگی۔[21] ☆شرابی قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ سیاہ چہرہ، نیلی آنکھیں اور زبان سینے پر لٹکتی ہوگی اور اس کا تھوک خون کی طرح بہتا ہوگا، نیز قیامت کے دن لوگ اس کو پہچانتے ہوں گے۔[22]

---

❶ ترمذی، 5/96، حدیث:3153 ❷ بخاری، 4/252، حدیث:6522 ❸ نسائی، ص350، حدیث:2083 ❹ تحفۃ الابرار، 3/394 ❺ التذکرۃ للقرطبی، ص192 ❻ بخاری، 4/252، حدیث:6522 ملتقطاً ❼ مراٰۃ المناجیح، 7/366 ملخصاً ❽ منہاج العابدین، ص345 ❾ تفسیر طبری، 5/178، رقم:13190 ❿ ترمذی، 5/96، حدیث:3153 ⓫ ابوداود، 3/505، حدیث:3824 ⓬ ابن خزیمہ، 2/278، حدیث:1313 ⓭ معجم اوسط، 4/132، حدیث:5467 ملتقطاً ⓮ ابن ماجہ، 3/262، حدیث:2620 ⓯ مسند امام احمد، 6/180، حدیث:17580 ⓰ حلیۃ الاولیاء، 6/127، حدیث:8053 ⓱ مسند امام احمد، 3/425، حدیث:9579 ⓲ قرۃ العیون، ص392 ⓳ مصنف عبد الرزاق، 4/247، حدیث: 7963 ⓴ الشرف المؤبد، ص81 ㉑ تاریخ بغداد، 14/325، رقم:7647 ㉒ قرۃ العیون، ص385

حضور کی والدہ ماجدہ (قسط 12)

شعبہ ماہنامہ خواتین

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم چھ سال کی عمر مبارک میں گویا کسی بھی مضبوط نوجوان سے کم دکھائی نہ دیتے تھے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جب حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے ہاں سے واپس اپنی والدہ ماجدہ کے پاس مکہ مکرمہ تشریف لائے تو اس وقت آپ کی عمر تقریباً چار یا پانچ سال تھی، مگر دکھائی یوں دیتا تھا کہ آپ 10 سال کے ہیں۔[1] چنانچہ جب کچھ عرصہ اپنی والدہ ماجدہ کے پاس رہے اور انہیں جہاں اپنے لختِ جگر کی دانائی و بہادری کے کمالات کا بخوبی ادراک ہو گیا وہیں یہ یقین بھی ہو گیا کہ ان کا نورِ نظر مدینہ منورہ کے طویل اور دشوار سفر کی مشکلات برداشت کرنے کے قابل ہے تو انہوں نے حضرت عبد المطلب کی اجازت سے مدینہ منورہ جانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ اس سفر سے سیدہ آمنہ کے دو مقصود تھے: ایک تو حضور کو ان کے دادا عبد المطلب کے ننھیال سے متعارف کروانا اور دوسرا حضور کو ان کے والد ماجد کی قبر مبارک کی زیارت کروانا۔

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کا فاصلہ تقریباً 300 میل (450 کلومیٹر) ہے اور یہ سارا راستہ تقریباً ریگستانی ہے، جسے طے کرنے کے لئے کسی ماہر راستہ شناس کا ساتھ ہونا انتہائی ضروری ہے، مگر سیدہ آمنہ نے حضور کے ساتھ مدینہ منورہ کی طرف جو سفر کیا تھا اس میں صرف حضرت اُمِّ ایمن بطورِ خادمہ آپ کے ساتھ تھیں اور آپ کا یہ کارواں (بظاہر) دو اونٹوں پر مشتمل تھا۔[2] مگر یہ کارواں یقیناً کسی بڑے قافلے کا حصہ تھا۔ اگرچہ یہ بات کسی بھی مستند سیرت نگار نے ذکر نہیں کی کہ آپ نے یہ سفر کسی بڑے قافلے کے ساتھ کیا تھا، مگر بعض باتوں کی وجہ سے اسے جھٹلانا ممکن نہیں اور وہ یہ ہیں: ❶ حضرت آمنہ کی سیرت کے تذکرہ میں کہیں بھی یہ نہیں ملتا کہ آپ اس سفر کے علاوہ کبھی مکہ مکرمہ سے باہر تشریف لے گئی ہوں۔ چنانچہ ریگستان کے ٹیڑھے راستوں سے آگاہی کے لئے ضروری تھا کہ آپ کسی ماہر راستہ شناس کے ہمراہ جاتیں اور چونکہ آپ کے ہمراہ کسی اور کا جانا ثابت نہیں، لہٰذا لازم آئے گا کہ آپ کسی قافلے کے ساتھ تھیں۔ ❷ حضرت عبد المطلب جیسے زیرک سردارِ قریش سے بھی یہ توقع نہیں رکھی جا سکتی کہ وہ اپنے لاڈلے پوتے کو اس کی ماں کے ساتھ ہلاکت کے راستے پر جانے کی اجازت عطا فرمائیں گے، بلکہ بظاہر یہ قافلہ دو کمزور عورتوں اور ایک کم سن بچے پر مشتمل تھا، مگر اس کی حفاظت کا یقیناً آپ نے کوئی ایسا بہترین انتظام کیا ہو گا کہ جس پر اعتماد کر کے آپ نے مطمئن و بے فکر ہو کر یہ اجازت دی تھی۔ چنانچہ

ہماری اس بات کی تائید دورِ جدید کی مفکرہ ڈاکٹر بنتِ شاطی کی سیدہ آمنہ کی سیرت پر لکھی گئی کتاب سے بھی ہوتی ہے۔ جس میں آپ فرماتی ہیں کہ جس وقت سیدہ آمنہ نے اس طویل اور دشوار سفر کا ارادہ کیا، وہ موسمِ گرما تھا، سورج کی تپش سے چٹانیں دہک رہی تھیں، چونکہ آپ صحرائی سفر کی صعوبتوں سے بے خبر نہ تھیں، لہٰذا آپ نے اپنی سواری اور

زادِ راہ کی تیاری کی اور مکہ سے شمال (شام) کی طرف جانے والے پہلے قافلے کے ساتھ ہولیں۔[3] مدینہ منورہ کا نام اس وقت چونکہ یثرِب تھا، لہٰذا وہاں سیدہ آمنہ نے بنو عدی بن نجار کے ہاں دارُ النابغہ میں ایک ماہ تک قیام فرمایا۔[4] اس مہینے بھر قیام کے دوران جو واقعات پیش آئے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم بعدِ ہجرت بسا اوقات ان یادوں کو تازہ فرمایا کرتے تھے، مثلاً جب اس مکان کو دیکھتے جہاں اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ قیام کیا تھا تو فرماتے: یہی وہ مکان ہے جس میں میری والدہ نے قیام کیا تھا، یہیں میرے والد ماجد کو بھی دفنایا گیا تھا اور مزید یہ بھی ارشاد فرماتے کہ میں نے بنو عدی بن نجار کے تالاب میں تیرنے میں مہارت حاصل کی تھی۔[5]

حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ عنہا سے بھی اس وقت کی چند یادیں منقول ہیں۔ سیدہ آمنہ چونکہ حضور کے متعلق خوب آگاہ تھیں اور انہیں یہ بھی معلوم تھا کہ یہود کو اگر ان کے لختِ جگر کی حقیقت معلوم ہو گئی تو وہ ان کے دشمن ہو جائیں گے، لہٰذا آپ ہمیشہ محتاط رہتیں، مگر پھر بھی یہود کے کانوں تک یہ بات پہنچ ہی گئی اور وہ حضور کے آخری نبی ہونے کی تصدیق کرنے کے مختلف طریقے اپنانے کی کوشش کرنے لگے جس کے لئے وہ اس گھر تک بھی پہنچ گئے جہاں آپ کا قیام تھا۔ جب سیدہ آمنہ کو حضرت اُمِّ ایمن کی زبانی معلوم ہوا کہ یہود ان کے لختِ جگر کے متعلق ایسی ایسی باتیں کر رہے ہیں تو آپ ڈر گئیں اور آپ نے مزید قیام کرنا مناسب نہ جانا اور فوری کوچ کرنے کا ارادہ کر لیا۔[6] خوش قسمتی سے واپسی پر بھی آپ کو ایک ایسا ہی بااعتماد قافلہ مل گیا کہ جس کے ساتھ آپ بحفاظت سفر کر سکتی تھیں۔ مگر زندگی نے وفا نہ کی اور جب قافلہ ابوا کے مقام پر پہنچا تو طبیعت کی خرابی کی وجہ سے آپ اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملیں اور وہیں ایک پہاڑی پر ہی آپ کی آخری آرام گاہ بنا دی گئی۔[7]

بی بی آمنہ کے اشعار: حضرت آمنہ کے اس آخری سفر کے وقت اس قافلے میں چونکہ دیگر خواتین بھی ہم سفر تھیں، لہٰذا انہی میں سے ایک خاتون فرماتی ہیں کہ میں سیدہ آمنہ کے وصالِ پُر ملال کے وقت ان کے پاس موجود تھی۔ حضور سیدِ عالَم اپنی والدہ ماجدہ کے سر کی طرف کھڑے تھے۔ ان کی والدہ ماجدہ نے بوقتِ وصال حضور کو محبت سے دیکھ کر ارشاد فرمایا:

بَارَكَ اللهُ فِيْكَ مِنْ غُلَامٖ
يَاابْنَ الَّذِيْ مِنْ حَوْمَةِ الْحِمَامِ
نَجَا بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْمُنْعَامِ
فُودِيَ غَدَاةُ الضَّرْبِ بِالسِّهَامِ
بِمِائَةٍ مِّنْ اِبِلٍ سَوَامِ
اِنْ صَحَّ مَا اَبْصَرْتُ فِي الْمَنَامِ
فَاَنْتَ مَبْعُوْثٌ اِلَى الْاَنَامِ
مِنْ عِنْدِ ذِي الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ
تُبْعَثُ فِي الْحِلِّ وَفِي الْحَرَامِ
تُبْعَثُ فِي التَّحْقِيْقِ وَالْاِسْلَامِ
دِيْنِ اَبِيْكَ الْبَرِّ اِبْرَاهَامِ
فَاللهِ اَنْهَاكَ عَنِ الْاَصْنَامِ
اَنْ لَّا تُوَالِيَهَا مَعَ الْاَقْوَامِ

یعنی اے میرے نورِ نظر! اللہ پاک تم کو بابرکت کرے۔ اے اس عظیم باپ کے لختِ جگر! جس نے موت کے گھیرے سے نجات پائی بڑے انعام والے بادشاہ اللہ پاک کی مدد سے کہ جس صبح کو قرعہ ڈالا گیا۔ 100 بلند اونٹ ان کے فدیے میں قربان کیے گئے۔ (اے میرے لختِ جگر!) جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا ہے اگر وہ درست ہے تو عزّت و جلال والا رب حرم و غیر حرم ہی نہیں بلکہ ہر علاقے و مخلوق کا تمہیں پیغمبر بنائے گا۔ تم یقیناً حق و اسلام یعنی اپنے جد امجد حضرت ابراہیم کے دین پر مبعوث ہو گے۔ میں اللہ پاک کی قسم دے کر تمہیں کہتی ہوں کہ لوگوں کے ساتھ مل کر بتوں سے دوستی نہ کر بیٹھنا۔[8]

---

1 تارِخِ یعقوبی، 2/10 2 طبقات ابن سعد، 1/93 3 ام النبی لبنتِ شاطی، ص 136، 137 4 طبقات ابن سعد، 1/93 5 طبقات ابن سعد، 1/93 6 البدایہ والنہایہ، 2/238 7 انساب الاشراف، 1/94 8 المواهب اللدنیۃ، 1/88

حضرت یوسف علیہ السّلام کے معجزات و عجائبات (قسط 10)

حضرت یوسف علیہ السّلام نے جو وقت اسیری یعنی قیدی بننے سے پہلے بی بی زلیخا کے ہاں گزارا وہ کس قدر شاہانہ تھا، اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ بی بی زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السّلام کے لئے ایک ایسی سفید قمیص تیار کروائی تھی کہ جس پر ہزار ہزار مثقال وزن کے ایک ہزار موتی جڑے ہوئے تھے، اسی طرح سر کا تاج بھی ہزار مثقال کے برابر تھا اور کمر پر پہنے جانے والی ایک انمول پٹی یاقوت اور زبرجد سے مزین تھی۔ جب حضرت یوسف علیہ السّلام نے اعتراض کیا کہ ایک غلام کے کپڑے اس کے مالک سردار سے بیش قیمت کیسے ہو سکتے ہیں؟ تو بی بی زلیخا کہنے لگیں: ایسا نہ کہئے! کیونکہ سردار اور مالک تو اب آپ ہی ہیں۔ عزیزِ مصر تو آپ کے غلام ہیں اور میں آپ کی لونڈی۔ کیا عزیزِ مصر نے مجھ سے یہ نہیں کہا تھا کہ آپ کی خوب تعظیم کروں؟ لہٰذا اگر میرے لئے ممکن ہوتا کہ میں اس سے بھی عمدہ لباس آپ کو پہنا سکتی تو ضرور پہناتی۔ پھر بی بی زلیخا نے اسی پر بس نہ کیا، بلکہ حضرت یوسف علیہ السّلام کے لئے روزانہ کی بنیاد پر ایک نیا کرتا، قبا اور عمامہ تیار کروایا اور یہ بھی خیال رکھا کہ آپ علیہ السّلام کی ہر روز کی آرائش و زیبائش گزشتہ دن سے بہتر ہو۔

یہ بیان کر کے امام غزالی فرماتے ہیں کہ (یہ تو بی بی زلیخا کی حضرت یوسف علیہ السّلام سے محبت کا عالم تھا مگر) جب اللہ پاک اپنے بندے سے محبت فرماتا ہے تو ہر روز 360 بار اس کی طرف رحمت کی نظر فرماتا ہے اور ہر بار بندے میں نئی نئی خصلتیں پیدا ہوتی ہیں مثلاً کرامت و محبت، خشیت، مشاہدہ و مراقبہ، قرب و وصل، تسلیم و رضا اور معرفت وغیرہ۔[1]

بی بی زلیخا نے مزید یہ کام کیا کہ حضرت یوسف علیہ السّلام کے لئے ایک ایسا مکان بنانے کا ارادہ کیا، جس کی مثل کسی کا مکان نہ ہو تو اس نے ماہرین کو ایک جگہ جمع کر کے یہ حکم دیا کہ وہ ایک ایسا گھر بنائیں کہ اگر اس میں یوسف مشرق میں ہوں تو میں انہیں مغرب کی طرف سے بھی دیکھ سکوں اور اگر وہ مغرب میں ہوں تو میں مشرق میں بھی رہ کر انہیں دیکھ سکوں، وہ چھت پر ہوں تو میں نیچے سے دیکھ لوں اور اگر وہ نیچے ہوں اور میں چھت پر تو بھی میں انہیں دیکھ سکوں۔ یعنی میں چاہتی ہوں کہ گھر ایسا ہو کہ میں پورے دن میں جس وقت انہیں دیکھنا چاہوں، یہ میری نگاہوں کے سامنے ہوں۔ تو ان میں

سے ایک شخص نے یہ مشورہ دیا کہ بہتر ہے شیشے کا گھر بنا دیا جائے۔ یہ مشورہ بی بی زلیخا کو پسند آیا اور اس نے شیشے کا چوکور ایک ایسا گھر بنوایا، جس کا ایک گوشہ خالص شیشے سے، دوسرا سنگِ مرمر سے، تیسرا فیروزے سے اور چوتھا عقیق سے بنا تھا۔ فیروزے اور عقیق کے درمیان مختلف اقسام کے جواہرات کی لڑیاں تھیں۔ اس مکان کے بنیادی طور پر چاندی کے چار ستون تھے، جن میں سے ہر ستون کے نیچے چاندی کا بیل اور سونے کا گھوڑا بنا کر انہیں بھی جواہرات سے سجایا گیا اور ان کی آنکھوں کی جگہ سرخ یاقوت تھے۔ اس کے علاوہ اس گھر میں سونے چاندی سے بنائے ہوئے کئی قسم کے چرند پرند بھی رکھے گئے، نیز سونے چاندی کے ایسے درخت بھی بنائے گئے جن کے پھل جواہرات سے بنے ہوئے تھے، پھر ساگوان کی انتہائی قیمتی لکڑی سے چھت بنا کر اس پر سونے کے پترے چڑھائے گئے۔ اس مکان کے درمیان میں ایک ایسا دستر خوان بنایا گیا جس کے چاروں کناروں پر چاندی کا ایک ایک ہرن اور سونے کی دو دو ایسی باندیوں کی مورتیاں بنائی گئیں جن میں سے ایک کے ہاتھ میں سونے کا جام اور آفتابہ (لوٹا)، جبکہ دوسری کے ایک ہاتھ میں سونے کی قندیل اور دوسرے میں عود دان تھا۔ اس مکان کے دروازے صندل اور ہاتھی دانت کے بنائے گئے، ہر دروازے پر سونے کا ایک ایسا مور بنایا گیا جس کے پاؤں چاندی کے اور سر زمُرُّد کا تھا، اس کی چونچ عقیق سے، پَر اور دُم فیروزے سے بنائے گئے تھے، نیز اس کے پیٹ کو مشک سے بھر دیا گیا تھا۔ پھر اس محل نما مکان کے درمیان میں ایک ایسا کمرہ بنایا گیا جو ہر طرف سے شیشے کا بنا ہوا تھا۔[2]

بی بی زلیخا نے 9 سال کی عمر میں جو خواب دیکھا تھا، اس کے مطابق جب ان کی شادی حضرت یوسف علیہ السّلام سے ہونی تھی، اس وقت حضرت یوسف علیہ السّلام کو مصر کا بادشاہ ہونا چاہئے تھا (تفصیل کے لئے ماہنامہ خواتین دسمبر 2022 کا شمارہ دیکھئے)، مگر ابھی وہ عزیزِ مصر کے زیرِ اقتدار اور زیرِ تسلط تھے، چنانچہ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ وہ وقت کا انتظار کرتیں اور صبر کا دامن تھامے رکھتیں، یہاں تک کہ اپنی مراد پالیتیں، مگر وہ اس غلط فہمی کا شکار ہو گئیں کہ حضرت یوسف علیہ السّلام چونکہ ان کے زیرِ احسان اور ان کی مکمل دسترس میں ہیں، لہٰذا وہ ان کی نفسانی خواہشات کی تکمیل سے کسی صورت انکار نہ کریں گے اور یہی غلط فہمی بعد میں ان کی جگ ہنسائی کا سبب بنی۔ ہوا کچھ یوں کہ بی بی زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السّلام کے لئے بنائے گئے محل میں جب انہیں بلایا تو خود خوب بن ٹھن کر ان کا استقبال کیا، حضرت یوسف علیہ السّلام ان کی سج دھج دیکھ کر ہی جان گئے کہ معاملہ درست نہیں۔ چنانچہ آپ نے فوراً بارگاہِ خداوندی میں عرض کی: اے اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْن! اس آفت سے آج وہی بچ سکتا ہے جسے تو بچائے، لہٰذا مجھے اپنی خاص رحمت سے اس کے شر سے محفوظ فرما۔[3]

بی بی زلیخا نے اپنی مراد پوری کرنے اور حضرت یوسف علیہ السّلام کو ورغلانے و لبھانے کے لئے ہر حربہ استعمال کیا مگر ہر بار وہ اپنے رب کی کرم نوازی سے بچتے رہے اور ساتھ ساتھ اسے نیکی کی دعوت بھی پیش کرتے رہے، مثلاً جب بی بی زلیخا نے یہ کہا کہ یہ عظیمُ الشان محل میں نے آپ کے لئے بنوایا ہے تو حضرت یوسف علیہ السّلام نے فرمایا: اے زلیخا! یہ محل تو کچھ بھی نہیں، کیونکہ اللہ پاک نے جنت میں میرے لئے اس سے بھی بڑھ کر ایک ایسا عالیشان محل بنا رکھا ہے جو کبھی بھی خراب نہ ہو گا۔ مگر بی بی زلیخا پھر بھی اپنی بات پر ہی ڈٹی رہی، چنانچہ حضرت یوسف علیہ السّلام نے اس وقت جو الفاظ ارشاد فرمائے ان سے آپ کی پیغمبرانہ شان ظاہر ہو رہی ہے جیسا کہ سورۂ یوسف میں ہے: مَعَاذَ اللّٰهِ اِنَّهٗ رَبِّیْۤ اَحْسَنَ مَثْوَایَؕ-اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ(۲۳) (پ 12، یوسف: 23) ترجمہ کنز العرفان: (ایسے کام سے) اللہ کی پناہ۔ بیشک وہ مجھے خریدنے والا شخص میری پرورش کرنے والا ہے، اس نے مجھے اچھی طرح رکھا ہے۔ بیشک زیادتی کرنے والے فلاح نہیں پاتے۔ یعنی جو تم چاہتی ہو، میں اس قبیح فعل سے اللہ پاک کی پناہ مانگتا ہوں، بے شک تم عزیزِ مصر کی آبرو ہو کہ جس کے مجھ پر احسان ہیں، بھلا میں ایسے محسن کی آبرو کو کیسے داغ دار کر سکتا ہوں۔ ایسا آپ نے اس لئے فرمایا، تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ جو بے اصل ہو وہی احسان ضائع کرتا ہے۔ بلکہ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ دلوں کی عادت میں ہے کہ نیکی کرنے والے کے ساتھ محبت کریں۔ چنانچہ بی بی زلیخا کا احسان بظاہر حضرت یوسف پر عزیزِ مصر سے زیادہ تھا مگر اس کا یہ احسان گناہ و فساد سے ملا ہوا تھا اور یہ دونوں یعنی گناہ و فساد دنیا میں مذمت کا اور آخرت میں حسرت کا سبب ہیں، لہٰذا آپ نے زلیخا کا احسان جھٹلا کر عزیزِ مصر کے متعلق فرمایا: اس نے میری عزت کی، لہٰذا میں اس کی امانت میں خیانت نہیں کروں گا۔[4] نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنے مُربِّی کا احسان ماننا انبیائے کرام کا طریقہ ہے۔[5]

---

1 بحر المحبۃ، ص 83 2 بحر المحبۃ، ص 87 تا 89 3 بحر المحبۃ، ص 89
4 بحر المحبۃ، ص 90 5 تفسیر صراط الجنان، 4/543

بنتِ اشرف عطاریہ مدنیہ
ڈبل ایم اے (اردو، مطالعہ پاکستان)
گوجرہ منڈی بہاؤالدین

(65)

جس میں نہریں ہیں شیر و شکر کی رواں
اس گلے کی نَضارَت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: شیر: دودھ۔ **نضارت:** تازگی۔

مفہومِ شعر: نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے اس مبارک گلے کی تازگی پہ لاکھوں سلام جس میں سے نکلنے والی آواز شکر ملے دودھ سے بھی زیادہ شیریں ہے۔

شرح: اللہ پاک نے اس کائنات میں جتنے بھی انبیا کو بھیجا ان تمام کو چہرے اور آواز کی خوبصورتی کی نعمت سے نوازا، حتی کہ اس نے حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو بھیجا تو انہیں بھی چہرے اور آواز کی (بے مثال) خوبصورتی عطا فرمائی۔[1] بلکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم چہرے اور آواز میں تمام لوگوں سے زیادہ حسین تھے۔[2]

بلاشبہ حضور کے شیریں لب و لہجے سے غم زدہ دل تسکین پاتے، مردہ دلوں میں جان آجاتی اور پتھر دل نرم ہو جاتے تھے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا لہجہ انتہائی مسحور کن[3] اور آواز میں وقار و دبدبہ تھا۔[4] حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضور سے زیادہ اچھی آواز کے ساتھ قراءت کرتے ہوئے کسی کو نہیں سنا۔[5] خوش آوازی کے ساتھ ساتھ آپ اس قدر بلند آواز بھی تھے کہ خطبوں میں دور و نزدیک والے سب یکساں اپنی اپنی جگہ پر آپ کا مقدس کلام سن لیا کرتے تھے۔[6] یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جب خطبہ ارشاد فرماتے تو پردہ نشین عورتیں اپنے گھروں میں خطبہ مبارک سُن لیا کرتی تھیں۔[7] بلکہ حجَّۃُ الْوَدَاع کے موقع پر حضور نے خطبہ ارشاد فرمایا تو (ایک لاکھ سے زائد) صحابہ آپ کے فرامین کو اپنی اپنی جگہ پر سنتے رہے۔[8]

(66)

دوش بر دوش ہے جن سے شانِ شرف
ایسے شانوں کی شوکت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: دوش: گزشتہ رات، یہاں مراد سیاہ زلفیں ہیں۔ **بر دوش:** کندھے پر۔

مفہومِ شعر: حضور کے مبارک کندھوں کو چھوتی ہوئی سیاہ زلفوں نے ان کندھوں کی شان و شوکت کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ ان کندھوں کی عظمت و شوکت پہ لاکھوں سلام۔

شرح: حضور کے مبارک کندھے کشادہ،[9] نہایت مضبوط[10] اور چاندی کی طرح سفید تھے،[11] لہٰذا جب سیاہ زُلفیں ان کندھوں کو چھوتیں تو یوں لگتا جیسے سیاہ رات چودھویں کے چاند کو اپنی لپیٹ میں لینا چاہتی ہے۔ جیسا کہ حضرت انس فرماتے ہیں: اگر کبھی حضور کے شانے مبارک ظاہر ہو جاتے تو کندھے

سفیدی کی وجہ سے یوں محسوس ہوتے جیسے ہم چاند کو دیکھ رہے ہیں۔[12] اسی طرح حضور جب کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو آپ کے مبارک کندھے سب سے اونچے دکھائی دیتے۔[13] آپ کے شانے گوشت سے بھرے ہوئے اور شانوں کے جوڑ نہایت مضبوط اور بڑے تھے۔[14] آپ کے شانوں کی عظمت وشان اس روایت سے بخوبی معلوم ہوتی ہے کہ فتحِ مکہ کے دن بلند جگہ پر موجود چند بتوں کو توڑنے کے لئے جب حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے کندھوں پر کھڑے ہوئے تو آپ فرماتے ہیں: مجھے یوں لگ رہا تھا کہ اگر میں چاہتا تو آسمان کو چھو سکتا تھا۔[15]

(67)

حجرِ اسودِ کعبۂ جان و دل
یعنی مُہرِ نبوت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: حجرِ اسود: وہ سیاہ جنتی پتھر جو کعبے کی دیوار میں نصب ہے۔

مفہومِ شعر: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی مبارک پشت پر موجود مہرِ نبوت حجرِ اسود کی طرح ہے۔ کعبہ جان و دل کا مرکز ہے تو حضور اس جان و دل کا کعبہ ہیں۔

شرح: مہرِ نبوت حقیقت میں کیسی تھی، اسے جس نے جیسے دیکھا بیان کیا، مثلاً بعض نے کہا کہ یہ کبوتر کے انڈے جتنا سُرخ اُبھرا ہوا ایک غدود تھا۔[16] بعض کے نزدیک یہ ایک چمکتا ہوا نور تھا۔[17] کسی نے کہا کہ یہ گوشت کا ایک ٹکڑا تھا جس پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ الله لکھا ہوا تھا۔[18] ایک قول کے مطابق کندھوں کے بیچ میں کچھ اُبھرا ہوا گوشت تھا جس پر تِل تھے۔ اگر بغور دیکھا جاتا تو محمد پڑھنے میں آتا۔[19] ایک قول کے مطابق گردن کے نیچے دو کندھوں کے درمیان ایک پارۂ گوشت پر کچھ تل تھے۔ کبوتری کے انڈے یا مسہری کی گھنڈی کے برابر پارۂ گوشت نہایت چمکیلا تھا، تل سیاہ آس پاس بال، ان کے اجتماع سے یہ جگہ نہایت بھلی ہوتی تھی، نیچے سے دیکھو تو پڑھنے میں آتا تھا: اَللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، اوپر سے دیکھو تو پڑھا جاتا ہے: تَوَجَّهْ حَيْثُ كُنْتَ فَاِنَّكَ مَنْصُوْرٌ۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے آخری نبی ہونے کی علامت تھی۔

وفات کے وقت یہ مہر شریف غائب ہوگئی تھی۔ بعض نے فرمایا کہ شقِّ صدر کے بعد فرشتوں نے جو ٹانکے لگائے تھے ان سے یہ مہر پیدا ہوگئی تھی۔ صحیح یہ ہے کہ بوقتِ ولادت اصل مہر موجود تھی مگر اس کا ابھار ان ٹانکوں کے بعد ہوا۔[20]

(68)

روئے آئینۂ علم پشتِ حضور
پُشتیِ قصرِ ملت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: روئے: چہرہ۔ پشتی: نگہبانی۔

مفہومِ شعر: حضور کی پشت ایک آئینے کی طرح تھی اور آپ اپنی پشت کے پیچھے والے معاملات بھی جان لیا کرتے تھے۔ دین کی اس انداز میں نگہبانی پر لاکھوں سلام۔

شرح: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا یہ اعجاز ہے کہ آپ بیک وقت آگے پیچھے، دائیں بائیں، اوپر نیچے، دن رات، اندھیرے اُجالے میں یکساں دیکھا کرتے تھے۔[21] چنانچہ مسلم شریف کی حدیث میں ہے: خدا کی قسم! میں تم کو پیٹھ کے پیچھے سے بھی ایسے ہی دیکھتا ہوں جیسے اپنے سامنے سے دیکھتا ہوں۔[22] ایک قول کے مطابق حضور کے دونوں کندھوں کے درمیان سوئی کے ناکے کی طرح دو آنکھیں تھیں جن سے آپ دیکھتے تھے اور کپڑا وغیرہ دیکھنے میں رکاوٹ نہیں بنتا تھا۔[23] حضور کا یوں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے دیکھنا آپ کو عطا کئے گئے معجزات میں سے ہے۔[24] اور آپ کا یہ دیکھنا محسوسات ہی تک محدود نہیں تھا بلکہ آپ غیر مَرئی و غیر محسوس چیزوں کو بھی جو آنکھوں سے دیکھنے کے لائق نہیں دیکھ لیا کرتے تھے۔ جیسا کہ ایک روایت میں ہے: کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میری توجُّہ صرف قبلے کی طرف ہوتی ہے! اللہ پاک کی قسم! مجھ پر نہ تمہارا رکوع چھپا ہوا ہوتا ہے اور نہ تمہارا خشوع۔[25] یعنی خشوع جو دل کی ایک کیفیت کا نام ہے حضور اسے بھی ملاحظہ فرماتے تھے۔[26]

---

(1) تاریخ ابن عساکر، 4/6 (2) وسائل الوصول، ص89 (3) سبل الہدیٰ والرشاد، 2/91 (4) معجم کبیر، 7/105، رقم:6510 (5) بخاری، 4/593، حدیث:7546 (6) سیرتِ مصطفیٰ، ص577 (7) خصائص کبریٰ، 1/113 (8) نسائی، ص488، حدیث: 2993 (9) شمائلِ محمدیہ، ص18 (10) شمائل محمدیہ، ص20 (11) تاریخ ابنِ عساکر، 3/270 (12) سبل الہدیٰ، 2/43 (13) خصائص کبریٰ، 1/116 (14) ابن عساکر، 3/270 (15) مستدرک، 3/115، حدیث:3439 (16) ترمذی، 5/506، حدیث:17 (17) المواہب اللدنیہ، 1/85 (18) صحیح ابن حبان، 8/72، رقم:6269 (19) مراٰۃ المناجیح، 8/45 (20) مراٰۃ المناجیح، 1/318 (21) خصائص کبریٰ، 1/104 ماخوذاً (22) مسلم، ص180، حدیث:957 (23) خصائص کبریٰ، 1/104 ماخوذاً (24) مرقاۃ المفاتیح، 2/591، تحت الحدیث:868 (25) بخاری، 1/262، حدیث:741 (26) انوار الحدیث، ص461

مدنی مذاکرہ

(1) بازو پر ٹیٹو (Tattoo) و نقش و نگار بنانا کیسا؟

سُوال: بازو پر ٹیٹو (ٹَے۔ ٹُو) بنوانا کیسا ہے؟ نیز بازو پر ٹیٹو اور نقش و نگار بنے ہوں تو کیا نماز ہو جاتی ہے؟

جواب: ہر طرح کا ٹیٹو بنوانا ناجائز ہے اور اگر جاندار کی تصویر والا ٹیٹو بنوایا تو اس کے نظر آنے کی صورت میں نماز میں کراہیت بھی آئے گی۔ البتہ اگر ٹیٹو کپڑوں کے نیچے چُھپا ہوا ہے تو اب نماز میں کراہیت نہیں ہوگی۔ دیکھا یہ گیا ہے کہ ٹیٹو بنوانے والے اسے کُھلا رکھتے ہیں تاکہ لوگ دیکھیں جیسے سونے یا کسی دَھات کی چین پہننے والے مَرد گریبان کُھلا اور سینہ تان کر رکھتے ہیں تاکہ لوگ اُنہیں دیکھیں۔ اپنے طور پر خوش بھی ہوتے ہوں گے کہ ہم اچھے لگتے ہیں لیکن یہ ضَروری نہیں کہ وہ واقعی اچھے لگتے ہوں اِس لیے کہ ہر ایک کے دیکھنے کا اپنا اپنا مِعیار ہوتا ہے۔ بعض لوگ تو ایسوں کو دیکھتے بھی نہیں ہوں گے۔[1]

(2) ٹیٹو بنوالینے والا اب توبہ کیسے کرے؟

سُوال: اگر کسی نے ٹیٹو (Tattoo) بنوالیا پھر اِحساس ہوا کہ یہ مجھ سے غَلَطی ہوگئی ہے تو اب اس کی توبہ کا طریقہ کار کیا ہوگا؟ کیا آپریشن کے ذَریعے اسے مِٹانا ضَروری ہے؟

جواب: اگر کسی نے ٹیٹو (Tattoo) بنوالیا تھا اور پھر اسے غَلَطی کا اِحساس ہوا تو اب وہ سچی توبہ کرلے۔ ٹیٹو کو آپریشن کروا کر یا کُھرچ کر مِٹانا واجب نہیں، البتہ اسے چُھپا کر رکھے، اگر کوئی دیکھ لے تو اُسے بتادے کہ میں نے توبہ کرلی ہے۔ توبہ اس کے لیے کافی ہے، کُھرچ کر مِٹانے کی صورت میں آزمائش ہو سکتی ہے جیسا کہ پُرانی بات ہے کہ ایک اسلامی بھائی نئے نئے مَدَنی ماحول سے وابستہ ہوئے تھے۔ ان کے جسم پر ٹیٹو بنا ہوا تھا۔ انہیں کسی نے بتایا ہوگا کہ یہ گناہ کا کام ہے۔ انہوں نے جَرّاح (یعنی زَخموں اور پھوڑے پھنسیوں کا عِلاج کرنے والے) کے پاس جاکر اسے مِٹوانے کی کوشش کی تو بےچارے آزمائش میں آگئے اور اَسپتال میں داخل ہونا پڑا۔ جب میں ان کی عیادت کیلئے گیا تو انہوں نے اپنی آپ بیتی (یعنی کہانی) بیان کی۔

(3) کیا جسم پر بنائے گئے ٹیٹوز مٹانا ضَروری ہے؟

سُوال: بعض لوگ اپنے ہاتھوں پر نام لکھواتے یا دِل وغیرہ بنوالیتے ہیں تو جب انہیں پتا چلتا ہے کہ یہ غَلَط کام ہے تو کیا اس کو مٹا سکتے ہیں؟

جواب: آجکل لوگ اپنے ہاتھوں پر نام لکھواتے اور اپنے جسم کے مختلف اَعضاء پر شیر، سانپ اور مختلف جانوروں کے ٹیٹوز بھی بنواتے ہیں۔ بیرونِ ممالک میں تو شاید یہ چیزیں دِکھانے کے لئے اپنی کمر کھلی رکھتے ہیں جبکہ پاکستان میں ایسا نہیں دیکھا گیا ہے مگر کب شروع ہو جائے کچھ کہہ نہیں سکتے۔ یاد رَکھیے! جسم کے کسی بھی حصے پر ٹیٹو بنوانا ناجائز ہے، لہٰذا اگر کسی نے بنوالیا اور مٹانا مشکل ہو تو اب مُعاف ہے لیکن توبہ کرنا ضَروری ہے۔ البتہ میں نے سُنا ہے کہ اسے مٹانے کا آسان طریقہ ایجاد ہوگیا ہے۔ ایک ایسا کیمیکل ہے جس سے نہ تو کوئی زَخم ہوتا ہے نہ کھال کاٹنے کی نوبت آتی ہے اور یہ مِٹ جاتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو پھر صاف کروانا ہوگا۔[2]

نقشِ نعلِ پاک کی فوٹو کھینچ کر پاس رکھنا

سُوال: مدنی چینل پر نبیِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے نعلِ پاک کو جب دِکھایا گیا تھا تو میں نے اپنے موبائل سے اس کی تصویر

اُتار لی تھی۔ اب میں اِس تصویر کو بار بار دیکھتا ہوں اور دُرُود شریف پڑھتا رہتا ہوں، کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب: نقشِ نعلِ پاک کی زیارت کرنا اور دُرُود شریف پڑھنا ظاہر ہے کہ بہت عُمدہ کام ہے۔ ہمارے (رُکنِ شُوریٰ) حاجی امین نے بھی پروفائل پکچر پر نقشِ نعلِ پاک لگا رکھا ہے۔ یہ تو ماشاءَ اللہ عشق اور عقیدت کی بات ہے اور بڑے ثواب کا کام ہے، اللہ پاک قبول فرمائے۔[3]

نقشِ نعلین سر پر لگانے میں اِحتیاط

سُوال: کمرے میں نقشِ نعلینِ پاک لگا ہو تو وہاں نماز پڑھنا کیسا؟

جواب: جس کمرے میں نقشِ نعلینِ پاک ہو اس میں نماز پڑھنے میں کوئی حَرَج نہیں بلکہ وہ تو بَرَکت کی جگہ ہے شاید قبولیت کے بھی زیادہ قریب ہو۔ نعلین شریف ایک عمدہ شے ہے اس کی بَرَکت سے دُعائیں قبول ہونے کی کئی حِکایات بھی موجود ہیں۔ یہ بَرَکات تو نقشِ نعلینِ پاک کے ہیں، جو اصل نعلین شریف ہیں ان کی بَرَکتوں کے تو کیا کہنے! نقشِ نعلین شریف کو جیب میں بھی رکھا جاتا ہے اور بہت سے خوش نصیب اسے اپنے سر پر لگاتے ہیں، مگر نقشِ نعلین شریف سر یا عمامے شریف پر لگانے میں یہ خیال رکھا جائے کہ نماز میں سجدہ کرتے وقت زمین پر نہ لگے۔ نقشِ نعلین شریف نماز کے دَوران جیب میں ہی تشریف فرما ہو تو مدینہ مدینہ۔[4]

نقش والی ٹوپی پہن کر بیتُ الخلا جانا کیسا؟

سوال: آج کل ایسی ٹوپیاں بھی آرہی ہیں جن پر خانہ کعبہ، سبز گنبد اور نعلِ پاک کی تصویریں بنی ہوتی ہیں تو انہیں پہن کر بیتُ الخلا جانا کیسا؟

جواب: جن ٹوپیوں پر خانہ کعبہ، سبز گنبد اور نعلِ پاک کی تصویر بنی ہو تو انہیں پہن کر بیتُ الخلا جانا بڑی بے ادبی ہے۔ مجھے بھی یہ تشویش تھی کہ لوگ عقیدت میں ایسی ٹوپی پہن تو لیتے ہیں مگر بیتُ الخلا میں جاتے وقت پتا نہیں کیا کرتے ہوں گے! بہتر یہی ہے کہ اس طرح کی ٹوپیاں نہ پہنی جائیں۔ بیچنے والوں کو تو پیسا چاہیے اس لیے وہ تو بیچیں گے اور ہم انہیں زور زبردستی کر کے منع بھی نہیں کرسکتے۔ البتہ ہم خرید نا بند کرسکتے ہیں۔

ان ٹوپیوں میں بے ادبی کا یہ خطرہ بھی ہوتا ہے کہ کبھی یہ ٹوپیاں سر سے زمین پر تشریف لے آتی ہوں گی یا پھر بچہ نیچے پھینک دیتا ہوگا تو اس طرح کی بے ادبیوں کا امکان رہتا ہے۔ میں عقیدت میں اپنے عمامے پر نعلِ پاک کا بیج لگاتا ہوں تو اس کے زمین پر تشریف لانے کا امکان کسی حد تک کم ہے اس لیے کہ یہ تھوڑی دیر کیلئے لگایا جاتا ہے اور پھر اس کو نکال کر اپنی جگہ رکھ دیا جاتا ہے، یوں بچہ اس کو کھینچ کر پھینک نہیں سکتا جبکہ ٹوپی پر کڑھائی کرکے جو نعلِ پاک وغیرہ بنایا جاتا ہے اس کو بندہ جدا کرکے کہیں رکھ نہیں سکتا، لہٰذا اس کی بے ادبی کا اندیشہ رہتا ہے۔

آج کل لوگ عموماً ٹوپی استعمال نہیں کرتے۔ البتہ اگر کسی مذہبی بندے سے ملنا ہو یا کسی مذہبی اجتماع میں آنا ہو تو طرح طرح کے ڈیزائن والی اُونچی نیچی ٹوپیاں پہن لیتے ہیں اور پھر واپسی پر پُڑیا بناکر جیب میں ٹھونس لیتے ہوں گے۔ ایسے لوگ نمازیں بھی ننگے سر پڑھتے ہیں۔ بہر حال اونچی نیچی ٹوپیاں پہننا تو چل جائے گا لیکن نعلِ پاک، سبز گنبد والی ٹوپی میں بے ادبی کا اندیشہ ہے لہٰذا اسے نہ پہنا جائے۔ البتہ جو ادب کرسکے وہ بھلے پہن لے لیکن اس کا ادب کرنا بڑا مشکل ہے کیونکہ جب بیتُ الخلا میں جائیں گے تو اسے کہاں رکھ کر جائیں گے؟ عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ کی دُکانوں میں بھی یہ ٹوپیاں بکتی ہیں۔ ہوسکتا ہے کوئی بے چارہ جوش میں آکر نعلِ پاک والی ٹوپی لے لے کہ فیضانِ مدینہ کے باہر بک رہی ہے۔ تو یاد رہے کہ یہاں بکنے والی ہر چیز ہماری منظوری سے نہیں بکتی مثلاً میں کباب سموسے کی مخالفت کرتا رہتا ہوں مگر ہمارے یہاں دُکانوں پر کباب سموسے بک رہے ہوتے ہیں۔[5]

---

(1) ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 1/506 (2) ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 5/52
(3) ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 2/80 (4) ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 1/529
(5) ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 2/457

احساسِ ندامت دائمی کیوں نہیں؟

اُمِّ میلاد عطّاریہ*
*نگرانِ عالمی مجلس مشاورت
(دعوتِ اسلامی)

اپنے گناہوں اور بد اعمالیوں پر ندامت اور شرمندگی کا احساس ہونا اللہ پاک کی طرف سے ایک بہترین نعمت ہے۔ یہی وصف انسان کو زوال سے عروج، ناکامی سے کامیابی اور بد قسمتی سے سعادت مندی کی طرف لے جاتا ہے، جبکہ اس کے برعکس ریاکاری، غرور و تکبر والے کام انسان کو دنیا و آخرت میں رسوا کرواتے اور جہنم میں پہنچانے کا باعث بنتے ہیں۔

الحمد للہ! رمضان المبارک کا عظیم و کریم مہینا جاری و ساری ہے۔ جو خصوصیت اللہ پاک کی طرف سے اس ماہ کو حاصل ہے، ایسی کسی اور کو نہیں۔ اس ماہ میں اللہ پاک کے فضل و کرم سے رَحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور خوب مغفرت کے پَروانے تقسیم ہوتے ہیں۔ رحمتوں کی برسات ہوتی ہے، قدردان اس کے ہر لمحے سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور ہر مسلمان اس کی برکتوں اور رحمتوں سے کچھ نہ کچھ حصہ پا ہی لیتا ہے۔ یعنی اس مبارک ماہ میں نیکیاں کرنے کا جذبہ خوب بڑھ جاتا ہے۔ نماز، روزہ، تلاوتِ قرآنِ کریم، تہجد و نوافل، تراویح، صلوۃ التسبیح، اعتکاف وغیرہ عبادات کا خصوصی اہتمام ہونے لگتا ہے۔ یقیناً یہ سب بڑے ثواب اور سعادت والے کام ہیں۔ اسی طرح ہم اپنے گناہوں پر نادم ہوتیں، حسرت و افسوس کا اظہار کرتیں اور اپنے گناہوں پر سچے دل سے معافی بھی مانگتی ہیں، لیکن افسوس! جیسے ہی یہ مہمان ماہ ہم سے رخصت ہوتا ہے، ہمارا ندامت و توبہ اور رجوع الی اللہ کا احساس بھی زائل ہونے لگتا ہے اور پھر سے ہم طرح طرح کے گناہوں میں مگن ہو جاتی ہیں۔

ہمیں اس پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے کہ سحری و افطاری کے پُر رونق دستر خوان سجانے کے ساتھ ساتھ ہم نمازوں، تلاوت اور تسبیحات کا بھی اہتمام کر لیا کرتی تھیں مگر رمضان کے رخصت ہونے کے بعد اس پر قائم کیوں نہیں رہ سکیں؟ دن تو ابھی بھی 24 گھنٹوں پر مشتمل ہے۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ کہیں ہمارے ذہن میں یہ تو نہیں کہ بس رمضان میں نیکیاں کر لو باقی مہینوں میں کرنا ضروری نہیں یا رمضان میں نیکیاں کر لیں تو باقی مہینوں میں نہ بھی کریں تو چل جائے گا اور اللہ معاف کر دے گا۔ معاذ اللہ، اگر اس طرح کے خیالات آنے لگیں تو فوراً جھٹک دیں کہ ایسی سوچ رکھنا اور اس پر عمل کرنا اللہ پاک کی ناراضی کا سبب ہے۔ چنانچہ

اس ماہ کے رخصت ہونے کے بعد بھی اپنے معمولات کو قائم رکھیں، گناہوں کی طرف نہ پلٹیں، قرآن کی تلاوت کے مزے لیتی رہیں، عبادت کی رونق سے اپنے گھر کو سجائے رکھیں اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ ہم اپنے دل میں احساسِ ندامت ہمیشہ قائم رکھیں، کہ یہ احساس جب تک ہمارے دل میں ہو گا ہم نیکیوں کی طرف گامزن رہیں گی، یہ زائل ہوا تو نیکیاں کرنا مشکل لگے گا۔ اس کے لئے دعا بھی کرتی رہیں اور اللہ پاک کے احکامات پر عمل کا جذبہ پیدا کریں، اس کی نافرمانی سے ڈریں، زندگی کے حقیقی مقصد اور نیکیوں کی عظمت کو دل میں بٹھائیں، باعمل اسلامی بہنوں کی صحبت اختیار کریں اور گناہوں سے سچی توبہ کریں۔ امید ہے اس طرح کرنے سے اللہ پاک ہم سے راضی ہو جائے گا۔ ان شاءاللہ

نومولود بچوں کی پرورش (قسط6)

بنتِ محمد شیر اعوان عطاریہ
بی ایڈ، ایم ایس سی اکنامکس گولڈ میڈلسٹ (میانوالی)

جس طرح بڑے نہانے سے سکون محسوس کرتے ہیں، اسی طرح بچے بھی نہانے کے بعد تر و تازہ ہو جاتے ہیں۔ مگر بسا اوقات بچے نہاتے ہوئے بے چینی محسوس کرتے ہیں اور رونے لگتے ہیں۔ اس کی ایک وجہ چونکہ ان کے روزمرہ معمولات میں تبدیلی بھی ہو سکتی ہے، لہٰذا بچے کو نہلانے کا ایک خاص وقت مقرر کر لیجئے تاکہ بچہ ایک خاص وقت کا عادی ہو جائے اور پھر معمول کے مطابق نہانے پر بے چینی محسوس نہ کرے۔ نیز نومولود کو نہلاتے وقت ذیل کی چند باتوں کو پیشِ نظر رکھیں گی تو اِن شاءَ اللہ فائدہ مند پائیں گی:

بچے کو نہلانے سے پہلے کن باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے؟

❖ نہلانے سے قبل نہانے کا سامان جیسے صابن، بے بی شیمپو، باتھ ٹب، ڈونگا، تولیہ اور بعد میں پہنائے جانے والے کپڑے وغیرہ ضرورت کی ہر چیز قریب رکھ لیجئے تاکہ بچے کو اکیلا چھوڑ کر جانے کی نوبت نہ آئے۔ بلکہ بہتر ہے کہ اپنے تمام کاموں سے فرصت پا کر ہی بچے کو نہلائیے۔ اگر پھر بھی بچے کو نہلاتے وقت کسی مجبوری کی وجہ سے جانا ہی پڑے تو کبھی بھی بچے کو پانی میں نہ چھوڑیں، بلکہ بچے کو تولیے میں لپیٹ کر اپنے ساتھ لے جائیے۔ کیونکہ بچہ انتہائی کم پانی میں اور ایک منٹ سے بھی کم وقت میں ڈوب سکتا ہے۔

❖ بچے کو ایسی جگہ نہلائیے جہاں ہوا ٹھنڈی نہ ہو، سردیوں میں بھی بند جگہ نہلائیے اور نہلانے سے پہلے اس جگہ کو ہیٹر یا انگیٹھی وغیرہ سے تھوڑا گرم کر لیجئے تاکہ نہانے کے بعد بچے کو ٹھنڈ نہ لگے کہ گرم پانی سے نہانے کے بعد جب پانی خشک ہو جاتا ہے تو جسم ٹھنڈا ہونے لگتا ہے اور سردی محسوس ہوتی ہے۔

❖ نہلانے سے پہلے پانی کا درجۂ حرارت لازمی چیک کر لیجئے۔ پانی کا درجہ حرارت اپنے مطابق نہیں بلکہ بچے کے مطابق سیٹ کیجئے۔ بچے کے لئے تقریباً $38^{o}C$ تک پانی کو گرم کرنا بہتر ہے کہ عام طور پر بچوں کے جسم کا درجۂ حرارت بھی تقریباً اتنا ہی ہوتا ہے، لہٰذا اس سے زیادہ پانی جتنا گرم ہو گا بچے کے لئے اتنا ہی نقصان دہ ہو سکتا ہے۔ پانی کا درجہ حرارت ضروری نہیں کہ آپ تھرما میٹر سے ہی چیک کیجئے، یہ جاننے کے لئے کہ کس قدر گرم پانی بچے کیلئے بہتر ہو گا، آپ اس میں اپنا ہاتھ ڈال کر چیک نہ کیجئے، بلکہ اپنی کہنی ڈال کر چیک کیجئے، اس سے آپ کو وہی کیفیت محسوس ہو گی جو بچہ اتنے گرم پانی میں محسوس کرے گا۔ لہٰذا گرم پانی سے بچے کو نہلاتے ہوئے خوب خوب احتیاط کیجئے اور کوشش کیجئے کہ بچے کو ہمیشہ نیم گرم پانی سے ہی نہلایا جائے کہ نیم گرم پانی سے جسم کو سکون ملتا ہے اور ٹھنڈے پانی سے بالخصوص سردیوں میں نہلانے کے سبب بچہ بیمار بھی ہو سکتا ہے۔

❖ نہلانے سے پہلے بہتر ہے کہ مناسب درجۂ حرارت والے کمرے میں ہلکے ہاتھوں سے بچے کے جسم پر تیل سے اچھی طرح مالش (مساج) کیجئے کہ اس کے بھی کثیر فوائد ہیں۔ بلکہ سردیوں میں بہتر ہے کہ تیل نیم گرم ہو اور مالش سے پہلے اپنے ہاتھوں کو بھی گرم کرلیجئے۔

❖ بچے کو نہلانے و مالش کرنے سے پہلے اپنے ہاتھوں کی چوڑیاں اور انگوٹھیاں وغیرہ اُتار لیجئے تاکہ بچے کے جسم پر خراش نہ آجائے۔

نہلاتے وقت کن باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے؟

- سب سے پہلے تو یہ یاد رکھیے کہ چھوٹے بچوں کو کبھی بھی پانی سے بھرے ٹب میں بٹھا کر نہ نہلایئے بالخصوص نومولود بچوں کے ساتھ ایسا کرنے کی کوشش بھی نہ کیجئے، کیونکہ آپ کی چند لمحوں کی غفلت انہیں پانی میں ڈبونے کے لئے کافی ہے۔
- بالخصوص نومولود بچوں کو نہلاتے وقت ان کے سر اور گردن کو اپنے ہاتھوں کا سہارا دیئے رکھیے۔
- جس طرح بڑے بچے کی جلد کو رگڑ کر دھویا جاتا ہے، اس طرح دودھ پیتے بچوں بالخصوص نومولود کی جلد کو رگڑنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ان کی جلد نرم ہوتی ہے اور زیادہ رگڑنے کے باعث متاثر ہو سکتی ہے۔ بہتر ہے اپنے ہاتھ، اسپنج یا فلالین کے کپڑے سے جسم کو آہستہ آہستہ مل کر صاف کر دیجئے۔
- اگر نومولود کا جسم زیادہ گندہ ہو کہ صرف پانی کافی نہ ہو تو صابن یا شیمپو وغیرہ کا استعمال کیجئے، مگر یاد رکھیے کہ نومولود کی آنکھوں اور ناک پر صابن لگانا چونکہ ضروری نہیں، لہٰذا نہلاتے وقت خیال رکھیے کہ صابن یا شیمپو نومولود کے منہ، آنکھ یا ناک میں نہ جائے۔ بہتر یہی ہے کہ صرف گال اور ماتھے پر صابن لگایا جائے اور پھر گیلے ہاتھ کی ہی مدد سے صاف کر لیا جائے یا پھر آنکھوں اور چہرے کو صاف کرنے کے لیے گیلے کاٹن کا استعمال کیا جائے، البتہ! سر کو کسی گیلے اور صابن والے فلالین سے دھونے میں بھی کوئی حرج نہیں۔
- اگر بچے کے نتھنوں یا آنکھوں میں گندہ مادہ جما ہو تو اسے نکالنے سے پہلے کاٹن وغیرہ سے کچھ نرم کر لیجئے، پھر صاف کیجئے، تاکہ بچے کو تکلیف نہ ہو۔
- آج کل ماں اور بچے کی آسانی کے لئے بے بی باتھر بھی ملتے ہیں جس پر بچے کو لٹا کر نہلانا انتہائی آسان ہے۔
- نہلاتے ہوئے بچے کے پوشیدہ اعضاء جیسے اُنگلیوں کے درمیان، بغلوں میں، کان کے پیچھے اور گردن کی تہہ میں اکثر میل جم جاتا ہے۔ لہٰذا ان اعضاء کی صفائی کا خاص خیال رکھا جائے۔

بچے کو نہلانے کے فوراً بعد کیا کریں؟

- نہلانے کے فوراً بعد بچے کو اچھی طرح کسی کپڑے وغیرہ میں لپیٹ کر جسم خشک کیجئے کہ گیلے جسم کی وجہ سے بچہ بے چینی محسوس کرتا ہے اور اسے ٹھنڈ بھی لگ سکتی ہے، جس کے باعث وہ بیمار پڑ سکتا ہے اور فنگل انفیکشن (fungal infections) کا بھی خدشہ ہو سکتا ہے۔
- سردی میں نہلانے کے بعد بچے کے جسم پر تیل وغیرہ بھی ضرور لگایئے تاکہ خشکی کے سبب بچہ بے چین نہ ہو اور ممکن ہو تو سرد موسم میں نہلانے کے بعد دھوپ لازمی لگوائیں جو کہ ہڈیوں کی بہترین نشوونما کے لئے وٹامن ڈی کے حصول کا بہترین ذریعہ ہے۔
- کپڑے ہمیشہ موسم کی نوعیت کے مطابق پہنائیں اور بہتر ہے کہ ہمیشہ ایسے کپڑوں کا انتخاب کیجئے جو بچے کو سرد و گرم ہوا سے محفوظ رکھیں۔
- بعض مائیں بچے کو دن میں 2-3 بار نہلاتی ہیں۔ جبکہ دن میں صرف ایک بار نہلا دینا کافی ہے۔ کیونکہ نومولود بچے زیادہ گندے نہیں ہوتے، بلکہ زیادہ نہلانے سے جلد کی حفاظت کرنے والا قدرتی تیل ختم ہو جانے کی وجہ سے جلد خشک ہو جاتی ہے، جو ٹھیک نہیں۔ لہٰذا بچے کو روزانہ نہلانے سے بہتر ہے کہ نرم و گیلے کپڑے وغیرہ سے صفائی کر دی جائے۔

ازواجِ مصطفےٰ

سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا (قسط 2)

زمانۂ جاہلیت میں عربوں بالخصوص قریش کی معاشی زندگی کا سب سے بڑا انحصار تجارت پر تھا اور رؤسائے قریش کے اس حوالے سے قریبی ممالک سے بڑے مضبوط تعلقات تھے، ان کے تجارتی قافلے سردیوں میں یمن کی طرف اور گرمیوں میں شام کی طرف رواں دواں رہتے، چنانچہ بڑوں کی کوشش ہوتی کہ ان کے بچے بھی جلد ہی ان کے اس کاروبار میں ان کا ہاتھ بٹائیں۔ یہی وجہ ہے قریش کا ہر گھر تجارت سے وابستہ تھا، اگر وہ خود کسی وجہ سے سفر نہ کر سکتے تو تجارتی قافلے میں شریک کسی ایسے فرد کو اپنا مال دے کر نفع میں شریک کر لیتے کہ جو سچا اور امانت دار ہوتا۔ تجارت کا یہ سارا کاروبار چونکہ بھروسے پر قائم تھا، لہٰذا قریش کی بعض باہمت اور عقل مند و دانا خواتین بھی اس سہولت سے بھرپور فائدہ اٹھایا کرتیں اور مالِ تجارت سے خوب نفع کماتیں۔ چنانچہ

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا شمار بھی انہی تجارت کرنے والی خواتین میں ہوتا تھا، جیسا کہ طبقات ابنِ سعد میں ہے: آپ کے مالِ تجارت سے لدے اُونٹ عام قریشی تاجروں کے اُونٹوں کے برابر ہوتے تھے۔ آپ لوگوں کو مزدور بھی رکھتی تھیں اور مُضارَبت کے طور پر بھی مال دیا کرتی تھیں۔[1] یعنی مال و اسباب آپ کا ہوتا اور خرید و فروخت کا کام جو بھی کرتا آپ اسے طے شدہ نفع میں شریک کر لیتیں۔ حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم سے سیدہ خدیجہ کا تعلق اسی تجارت سے شروع ہوا اور پھر ہر گزرتے دن کے ساتھ مضبوط سے مضبوط تر ہوتا چلا گیا، یہاں تک کہ سیدہ خدیجہ کے وصال کے بعد بھی حضور انہیں یاد فرمایا کرتے۔

اس تعلق کا آغاز کچھ یوں ہوا کہ سیدہ خدیجہ ہر سفر تجارت میں کسی ایسے امانت دار شخص کو تلاش کرتیں جسے وہ اپنا تجارتی مال دے کر ملکِ شام بھیج سکیں۔[2] ادھر حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی امانت داری کے چونکہ اپنے پرائے سبھی قائل تھے اور آپ صادق و امین کے لقب سے بھی مشہور تھے،[3] نیز آپ کو شام و بُصریٰ اور یمن کے تجارتی قافلوں میں سفر کرنے کی وجہ سے تجارتی لین دین کا بھی کافی تجربہ تھا۔[4] اور سیدہ خدیجہ بھی حضور کے متعلق یہ سب باتیں جانتی تھیں، مگر وہ کشمکش کا شکار تھیں کہ معلوم نہیں حضور میرا مال سفر تجارت پر لے جانے کا ارادہ رکھتے بھی ہیں کہ نہیں! آخر انہیں ایک مرتبہ موقع مل ہی گیا اور انہوں نے ایک کامیاب تاجرہ ہونے کے ناتے فوراً اس سے فائدہ اٹھا کر حضور کو یہ پیش کش کی کہ مجھے آپ کی سچائی، امانت داری اور مَحاسنِ اَخلاق کے متعلق معلوم ہوا ہے، لہٰذا اگر آپ میرا مال تجارت کے لئے لے جائیں گے تو میں آپ کو اس کی نسبت دُگنا مُعاوَضہ دوں گی جو دوسرے قریشی لوگوں کو دیتی ہوں۔[5] چنانچہ حضور نے بھی

اپنے چچا ابو طالب کے مشورے سے ان کی درخواست منظور فرمالی اور تجارت کا مال و سامان لے کر ملکِ شام روانہ ہو گئے۔[6] اس سفر سے جو نفع ہوا وہ چونکہ توقع سے کہیں زیادہ تھا، نیز سیدہ خدیجہ کو بعض قرائن سے یہ معلوم ہو چکا تھا کہ حضور اس اُمّت کے نبی ہوں گے۔ چنانچہ انہوں نے موقع کو غنیمت جانا اور حضور کی زوجہ بننے کا فیصلہ کر کے جہاں ابدی سعادتوں کو اپنے دامن میں سمیٹا وہیں یہ بھی ثابت کر دیا کہ آپ ایک انتہائی دور اندیش اور بہترین تاجرہ تھیں، کیونکہ جب آپ نے حضور کو شادی کیلئے قریش کے امیر و کبیر سرداروں پر ترجیح دی تو آپ کی زندگی کا یہ سودا گھاٹے میں نہ رہا، بلکہ آپ کو دنیا میں تمام مومنین کی ماں بننے اور آخرت میں جنت کی سرداری پانے کا شرف ملا۔ چنانچہ

ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہُ عنہا کی طرح آج بھی جو خواتین دنیاوی زندگی پر اخروی نجات کو ترجیح دیتی ہیں، اللہ پاک ان کی محبت دوسروں کے دل میں ڈال دیتا ہے اور دیگر خواتین ان سے ملنے اور بات کرنے کے لئے ترستی ہیں، ان کی لمحہ بھر کی صحبت کو اپنے لئے باعثِ فخر جانتی اور دیگر کو بھی ان کی صحبت اختیار کرنے کا مشورہ دیتی ہیں۔ ایسی خواتین بہو بنیں تو ساس، نندوں اور بھاوجوں کی آنکھوں کا تارہ بن جاتی ہیں، ساس بنیں تو بہو ان کے کردار کے گن گاتی ہے، طالبہ ہوں تو معلمات کی نظر میں اونچا مقام رکھتی ہیں، معلمہ بنیں تو ہر کوئی ان سے پڑھنے کے لئے بے قرار رہے اور ذمہ دار ہوں تو ماتحت اسلامی بہنوں میں خوشی کی لہر دوڑ جائے۔

بہر حال سیدہ خدیجہ کی زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ آپ ایک باہمت اور مضبوط اَعصاب کی مالک خاتون تھیں، جیسا کہ آپ کی سہیلی حضرت نفیسہ بنتِ منیہ رضی اللہُ عنہا آپ کے متعلق فرماتی ہیں: كَانَتْ خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ امْرَاَةً حَازِمَةً جَلْدَةً شَرِيفَةً یعنی حضرت خدیجہ رضی اللہُ عنہا دُور اندیش، سلیقہ شعار، پریشانیوں اور مصیبتوں کے مقابلے میں بہت بلند حوصلہ و ہمت رکھنے والی ایک معزز خاتون تھیں۔[7] یہی وجہ ہے کہ دو بار شادی کی، مگر دونوں بار زندگی کی بے ثباتی کی وجہ سے آپ کے شوہر آپ کو چھوڑ کر دنیائے فانی سے کوچ کر گئے تو آپ نے اکیلے ہی حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا، حالانکہ قریش کے ذی قدر افراد آپ سے نِکاح کی خواہش رکھتے تھے اور وہ شادی کی درخواست بھی پیش کر چکے تھے، بلکہ اس مقصد کے لئے آپ کو مال و زر کی بھی آفر کی تھی۔[8] مگر آپ نے زندگی کے سابقہ دو تجربوں کو ہی کافی سمجھا اور خود کو دوسروں کا محتاج بنایا نہ خود کو بے رحم زمانے کے حوالے کیا۔ بلکہ میدانِ تجارت میں اپنی صلاحیتوں کے وہ جوہر دکھائے کہ کئی لوگ ان کا مالِ تجارت لے کر جانے کی خواہش رکھتے، جیسا کہ حضور کے اعلانِ نبوت سے تقریباً 15 سال پہلے قریش کا تجارتی قافلہ تیار ہوا تو اس سال حُضُور کے چچا ابو طالب کی مالی حالت اچھی نہ تھی، چنانچہ انہوں نے حضور کو مشورہ دیا کہ سیدہ خدیجہ چونکہ قوم کے کثیر افراد کو اپنا مالِ تجارت دے کر قافلے میں بھیج رہی ہیں، لہٰذا اگر آپ بھی ان کا مال لے جانے کی پیشکش کریں گے تو وہ آپ کا انتخاب کرنے میں دیر نہیں کریں گی۔[9] چنانچہ وہ خواتین جو شوہر، والد یا بھائی کے انتقال کے بعد دوسروں پر بوجھ بن جاتی ہیں، ام المومنین سیدہ خدیجہ کی سیرت کے اس پہلو سے نصیحت پکڑیں اور خود کو بے رحم معاشرے کے حوالے نہ کریں۔ مگر افسوس! آج اگر کسی خاتون پر ایسا کڑا وقت آتا ہے تو بسا اوقات وہ علم دین سے دوری کی بنا پر ہمت ہار جاتی ہے اور اپنی دنیاوی ضروریات پوری کرنے کے لئے اپنی شرم و حیا اور غیرت کو بازارِ دنیا میں نیلام تک کرنے لگتی ہے۔ حالانکہ شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے گھر بیٹھے حلال و جائز طریقے اختیار کر کے خوشحالی کی زندگی گزاری جا سکتی ہے، مثلاً سلائی کڑھائی و دیگر دست کاری کے ذریعے یا پھر کریانہ و گارمنٹس کی فروخت اور بچوں بچیوں کو ٹیوشن و مدرسہ پڑھا کر۔ اللہ کریم اُمُّ المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہُ عنہا کے صدقے ہمیں عزت سے نوازے اور ذِلّت و رُسوائی سے بچائے۔ اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الْاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

1 طبقات ابنِ سعد، 12/8 2 سیرتِ مصطفیٰ، ص90 3 تفسیر صراط الجنان، 7/114 4 سیرت مصطفیٰ، ص 103 5 دلائل النبوۃ للاصبہانی، ص99 6 سیرتِ مصطفیٰ، ص 90 7 طبقات ابن سعد، 1/105 8 طبقات ابن سعد، 1/105 9 دلائل النبوۃ للاصبہانی، 1/99

خاتونِ جنت اور تلاوتِ قرآن

اُمِّ سلمہ عطاریہ مدنیہ
ملیر کراچی

ایک بار حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کے حکم سے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضرات امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما آرام فرما ہیں اور خاتونِ جنت انہیں پنکھا جھلنے کے ساتھ ساتھ تلاوتِ قرآن بھی فرما رہی تھیں۔(1)

سبحانَ اللہ! شہزادیِ کونین، خاتونِ جنت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا شوقِ عبادت اور ذوقِ تلاوت مرحبا! بظاہر یہ عام سی بات ہے، مگر اس سے ان اسلامی بہنوں کو درس حاصل کرنا چاہئے جو بچوں کی دیکھ بھال اور دیگر گھریلو مصروفیات کو آڑ بنا کر تلاوتِ قرآن کی برکتوں سے خود کو محروم کئے بیٹھی ہیں۔ حالانکہ ان میں سے بعض ایسی بھی ہوں گی جو گھنٹوں فلموں ڈراموں اور سوشل میڈیا کے استعمال میں گزار دیتی ہیں، لیکن افسوس! روزانہ ایک رکوع بھی نہیں پڑھ پاتیں، حتی کہ رمضانُ المبارک جیسے پاکیزہ مہینے میں بھی ایک بار مکمل قرآن تک نہیں پڑھ پاتیں۔ حالانکہ ہماری بزرگ خواتین شوہر کی خدمت، بچوں کی کفالت، مہمان نوازی، اُمورِ خانہ داری کے معاملات اور دیگر گھریلو ذمہ داریاں کماحقہ سرانجام دیتیں تھیں، مگر کسی بھی حال میں عبادت و تلاوت سے روگردانی نہ کرتیں، کیونکہ عبادت و ریاضت اور تلاوتِ قرآن سے محبت ان کی نس نس میں سمائی ہوئی تھی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ہماری بزرگ خواتین وقت کی قدردان تھیں جو اپنے قیمتی لمحات کو ذرہ برابر بھی فضول کاموں میں نہ گنواتیں، بلکہ ہر لمحے کو غنیمت جانتے ہوئے خود کو عبادت و تلاوتِ قرآن میں مشغول رکھتیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی نسلیں بھی انہی مبارک خوبیوں کا مظہر تھیں اور انہی سے اُمّت کو بڑے بڑے قُرّا و قاریات نصیب ہوئے۔ لہٰذا ہمیں بھی چاہیے کہ ہم اپنی بزرگ خواتین کی سیرت کو اپنائیں، حرام و فضول کاموں مثلاً سوشل میڈیا کے گناہوں بھرے اور غیر ضروری استعمال، لگائی بجھائی، غیبت و چغلی وغیرہ سے باز رہیں، گھریلو کام کاج میں مشغولیت کے ساتھ ساتھ اپنی زبان کو تلاوتِ قرآن سے تر رکھیں۔ اپنے دل میں تلاوتِ قرآن کا جذبہ بڑھانے کے لئے مکتبۃ المدینہ سے جاری کردہ کتب و رسائل میں مذکور تلاوتِ قرآن کے فضائل پر مشتمل احادیث، روایات، اقوال اور بزرگانِ دین و بزرگ خواتین کی تلاوت کے واقعات کو بار بار پڑھیں۔ ایک شیڈول ترتیب دیں اور ہدف مقرر کر کے اسی کے مطابق ٹائم سیٹ کر کے روزانہ کچھ نہ کچھ تلاوت ضرور کریں۔ تلاوت کے وقت بچے تنگ کریں تو ان کے اسکول یا مدرسے جانے یا سو جانے کے بعد تلاوت کریں۔ دوسرے کمرے میں جا کر بھی بآسانی تلاوت کی جاسکتی ہے۔

فلموں سے ڈراموں سے عطا کر دے تُو نفرت
بس شوق مجھے نعت و تلاوت کا خدا دے

قرآنِ کریم کی صرف تلاوت کرنا ہی کافی نہیں، بلکہ اس کے احکامات کو سمجھنا اور ان پر عمل کرنا بھی نہایت ضروری ہے۔ لہٰذا کوشش کیجئے کہ تفسیر صراطُ الجنان سے روزانہ ترجمہ و تفسیر کے ساتھ کم از کم تین آیات تلاوت کرنے

کا معمول بنائیے۔ یہ تفسیر تقریباً 10 جلدوں پر مشتمل ہے جو مکتبۃ المدینہ سے بآسانی دستیاب ہے۔ یوں ہی دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ www.dawateislami.net سے بھی پڑھی جا سکتی ہے۔

Play Store پر بھی Sirat ul Jinan Al-Quran with Tafseer کے نام سے اس کی ایپلی کیشن موجود ہے۔

بعض خواتین اس لئے تلاوت نہیں کرتیں کہ انہیں قرآنِ کریم پڑھنا ہی نہیں آتا، یوں وہ تلاوت سے محروم رہتی ہیں۔ حالانکہ انہیں یہ حدیثِ پاک یاد رکھنی چاہئے کہ جس کے سینے میں کچھ بھی قرآن نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے۔[2] نیز ایک آیت کا حفظ کرنا ہر مسلمان مکلّف پر فرضِ عین اور پورے قرآنِ مجید کا حفظ کرنا فرضِ کفایہ ہے۔ جبکہ سورۂ فاتحہ اور ایک چھوٹی سورت یا اس کے مثل تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت کا حفظ، واجب عین ہے[3] ۔[4]

اس کے علاوہ خواتین کی ایک تعداد ایسی بھی ہے جو تلاوت تو کرتی ہے مگر درست قواعد و مخارج کے ساتھ نہ پڑھنے کے سبب انہیں تلاوت کا ثواب ملتا ہے نہ قرآنِ کریم کی برکتیں، بلکہ اُلٹا گناہ کی حق دار ہوتی اور اپنی نمازیں ضائع کرتی ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہُ عنہ فرماتے ہیں: بہت سے قرآن پڑھنے والے ایسے ہیں کہ (غلط پڑھنے کی وجہ سے) قرآن اُن پر لعنت کرتا ہے۔[5] لہٰذا قرآنِ کریم اس طرح پڑھنا چاہئے جس طرح حضور نے ارشاد فرمایا ہے کہ بے شک اللہ پاک پسند کرتا ہے کہ قرآن کو اسی طرح پڑھا جائے جیسا اسے نازل کیا گیا۔[6]

الحمدللہ! دعوتِ اسلامی کے تحت ملک و بیرونِ ملک میں کثیر مقامات پر مدارس المدینہ بالغات قائم ہیں، جہاں خواتین ہی خواتین کو پڑھاتی ہیں۔ اس لئے مشورہ یہی ہے کہ کسی قاریہ اسلامی بہن کو اپنی تلاوت چیک کروا دیجئے اور قواعد و مخارج درست نہ ہوں تو فی الفور اسلامی بہنوں کے مدرسۃ المدینہ میں ایڈمیشن لے کر درست تلفظ اور قواعد و مخارج کے ساتھ قرآنِ کریم پڑھنا سیکھ لیجئے۔

دے شوقِ تلاوت دے ذوقِ عبادت | رہوں باوُضو میں سدا یاالٰہی

قرآنِ مجید اس عظیم ذات کا کلام ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ لہٰذا اس کی عظمت و اہمیت کے پیشِ نظر ہمیں اس کی تلاوت کرتے وقت اس کے ظاہری اور باطنی آداب کا بھرپور خیال رکھنا چاہئے۔ تفسیر صراط الجنان کی روشنی میں تلاوتِ قرآن کے چند ظاہری و باطنی آداب پیشِ خدمت ہیں:

(1) باوضو ہو کر، قبلہ رو ہو کر، باادب اور عجز و انکساری کے ساتھ بیٹھئے۔ (2) آہستہ پڑھئے اور اس کے معانی میں غور و فکر کیجئے۔ تلاوتِ قرآن کرنے میں جلد بازی سے کام نہ لیجئے۔ (3) دورانِ تلاوت رونا بھی چاہئے۔ اگر رونا نہ آئے تو رونے جیسی شکل ہی بنا لیجئے۔ (4) ہر آیت کی تلاوت کا حق بجالایئے۔ (5) اگر قراءت سے ریاکاری کا اندیشہ ہو یا کسی کی نماز میں خلل پڑتا ہو تو آہستہ آہستہ تلاوت کیجئے۔ (6) جہاں تک ممکن ہو قرآنِ پاک کو خوش الحانی کے ساتھ پڑھئے۔ (7) قرآنِ مجید کی عظمت دل میں بٹھایئے۔ (8) قرآنِ مجید پڑھنے سے پہلے اللہ پاک کی عظمت دل میں بٹھایئے اور خیال کیجئے کہ یہ کس عظیم ذات کا کلام ہے اور میں کس بھاری کام کے لئے بیٹھی ہوں! (9) قرآنِ کریم کی تلاوت کرتے وقت دل کو حاضر رکھئے۔ اِدھر اُدھر خیال نہ کیجئے نہ ہی بُرے خیالات سے دل کو آلودہ کیجئے اور جو بے خیالی میں پڑھ چکی اسے از سرِ نو توجہ سے پڑھئے۔ (10) ہر حکم کے معنی میں غور و فکر کیجئے۔ اگر سمجھ میں نہ آئے تو اسے بار بار پڑھئے۔ اگر کسی آیت کے پڑھنے سے لذت محسوس ہو تو اسے پھر پڑھئے کہ یہ دوبارہ پڑھنا زیادہ تلاوت کرنے سے بہتر ہے۔ (11) جس طرح آیات کا مضمون تبدیل ہوتا رہے، اسی طرح مضمون کے مطابق دل کی کیفیت بھی بدلتی رہے اور قرآنِ کریم کے رنگ میں رنگتی جائے۔ (12) قرآنِ مجید کی تلاوت اس طرح کیجئے کہ گویا یہ قرآنِ کریم اللہ پاک کی بارگاہ سے سن رہی ہوں[7] ۔[8]

اللہ پاک ہمیں پابندی کے ساتھ قرآنِ کریم کی تلاوت ظاہری و باطنی آداب کا خیال کرتے ہوئے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بجاہِ خاتمِ النّبیین صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

(1) سفینۂ نوح، حصہ دوم، ص35 (2) ترمذی، 4/419، حدیث: 2922 (3) درمختار و ردالمحتار، 2/315 (4) بہارِ شریعت، حصہ: 3، 1/546 (5) احیاء العلوم، 1/364 (6) جامع صغیر، ص117، حدیث: 1897 (7) کیمیائے سعادت، 1/241 (8) تفسیر صراط الجنان، 1/200

اسلامی بہنوں کے شرعی مسائل

مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری مدنی*

1 زکوٰۃ سے بچنے کیلئے نصابِ زکوٰۃ دوسرے کی ملک کرنا کیسا؟

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرے والد نے سونے کی جیولری لے کر میری شادی کے لئے میری مِلک کر دی ہے ابھی شادی نہیں ہوئی، اس جیولری پر جو زکوٰۃ بنتی ہے وہ ادا کرنے کے لئے میرے پاس پیسے نہیں ہیں، تو کیا میں وہ زیور اپنی نابالغ بھانجی کی ملک کر سکتی ہوں تاکہ اس پر زکوٰۃ نہ بنے؟

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں آپ پر لازم ہے کہ اسی سونے سے یا پھر اس کو بیچ کر یا قرض لے کر زکوٰۃ ادا کریں، زکوٰۃ سے بچنے کے لئے حیلہ کرنے کی شرعاً اجازت نہیں۔

غمز عیون البصائر میں ہے: "الفتوی علی عدم جواز الحیلة لإسقاط الزکاة وھو قول محمد رحمه الله تعالیٰ وھو المعتمد" ترجمہ: اسقاطِ زکوٰۃ کے لئے حیلہ کرنے کے ناجائز ہونے پر فتویٰ ہے اور یہی امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے، اور اسی پر اعتماد ہے۔

(غمز عیون البصائر، 4/222)

فتاوی رضویہ میں ہے: "ہمارے کتبِ مذہب نے اس مسئلہ میں ۔۔۔ صاف لکھ دیا کہ فتویٰ امام محمد کے قول پر ہے کہ ایسا فعل جائز نہیں، امام الائمہ سراج الامہ حضرت سیدنا امامِ اعظم رضی اللہ عنہ کا مذہب بھی یہی مذہبِ امام محمد ہے کہ ایسا فعل ممنوع و بد ہے۔"

(فتاوی رضویہ، 10/189، 190)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

2 تردُّد کے ساتھ روزے کی نیت کرنے پر روزے کا حکم

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہندہ کو رات میں پیٹ میں شدید درد ہوا تو اس نے سحری میں اس طرح روزے کی نیت کی کہ اگر دن میں میرے پیٹ میں درد ہوا تو میرا روزہ نہیں، ورنہ میرا روزہ ہے۔ اب ہوا یوں کہ فجر کی نماز کے بعد پھر اس کے پیٹ میں شدید درد ہوا جس کی وجہ سے مجبوراً اسے شربت پینا پڑا۔

آپ سے معلوم یہ کرنا ہے کہ اس صورت میں کیا ہندہ پر اس روزے کی قضا کے ساتھ ساتھ کفارہ بھی لازم ہوگا؟ رہنمائی فرمادیں۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

فقہائے کرام کی تصریحات کے مطابق اگر اصلِ نیت ہی میں شک ہو تو اس صورت میں وہ شخص روزہ شروع کرنے والا نہیں کہلائے گا، لہٰذا پوچھی گئی صورت میں ہندہ کا وہ روزہ شروع ہی نہیں ہوا کہ جس کی قضاء یا کفارہ اس پر لازم ہو۔

البتہ صورتِ مسئولہ میں اگر وہ فرض روزہ تھا تو ہندہ پر اس روزے کی قضا لازم ہے اور اگر نفل روزہ تھا تو ہندہ پر شرعاً کچھ بھی لازم نہیں۔

بہارِ شریعت میں ہے: "یوں نیت کی کہ کل کہیں دعوت ہوئی تو روزہ نہیں اور نہ ہوئی تو روزہ ہے یہ نیّت صحیح نہیں، بہر حال وہ روزہ دار نہیں۔"

(بہار شریعت، 1/968-المحیط البرہانی، 3/364-فتاوی عالمگیری، 1/195)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَ رَسُوْلُہٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

رشتہ دیکھنا

شعبہ ماہنامہ خواتین

شادی بظاہر لڑکی لڑکے کی ہوتی ہے، مگر حقیقت میں یہ دو خاندانوں کا ملاپ ہوتا ہے۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ رشتوں کے انتخاب میں جو بھی معاملہ کریں۔ شریعتِ مطہرہ کی روشنی میں کریں اور زمانے کے رسوم و رواج میں گُم ہو کر خلافِ شرع کوئی کام نہ کریں، ایک دوسرے کے ساتھ پیار محبت، احترام اور نرمی سے پیش آئیں اور شادی کے ذریعے دو خاندانوں کے اس ملاپ میں کہیں بھی مال و دولت کی ہوس کو دل میں جگہ نہ دیں، بلکہ دونوں طرف سے آسانی پیدا کی جائے اور ایک دوسرے کے ساتھ خوب تعاون کیا جائے۔ شادی جتنی سادگی سے کی جائے اتنا اچھا ہے، حدیث پاک میں ہے: بڑی برکت والا نکاح وہ ہے جس میں بوجھ کم ہو۔[1] یعنی جس نکاح میں فریقین کا خرچ کم کرایا جائے، مہر بھی معمولی ہو، جہیز بھاری نہ ہو، کوئی جانب مقروض نہ ہو جائے، کسی طرف سے شرط سخت نہ ہو، اللہ کے توکل پر لڑکی دی جائے وہ نکاح بڑا ہی بابرکت ہے، ایسی شادی خانہ آبادی ہے، آج ہم حرام رسموں، بیہودہ رواجوں کی وجہ سے شادی کو خانہ بربادی بلکہ خانہائے بربادی بنالیتے ہیں، اللہ پاک عمل کی توفیق دے۔[2]

رشتہ لڑکی کا دیکھنا ہو یا لڑکے کا، الحمدللہ! ہمارے پیارے دین نے ہمیں دونوں صورتوں میں رہنمائی عطا فرمائی ہے کہ کن کن باتوں کو پیشِ نظر رکھیں۔ مگر افسوس! عِلمِ دین سے دوری اور جہالت نے ہمیں کہیں کا نہیں چھوڑا اور ہم اس معاملے میں انتہائی فرسودہ رسموں اور طریقوں کے عادی ہو چکے ہیں۔ زیرِ نظر مضمون میں بنیادی طور پر اس حوالے سے جن پہلوؤں پر روشنی ڈالی جائے گی، وہ یہ ہیں کہ جب کسی کے ہاں رشتہ دیکھنے جائیں یا کوئی ہمارے ہاں رشتہ دیکھنے آئے تو اس وقت کیا کریں۔ چنانچہ

لڑکے کا رشتہ دیکھنا ہو تو کیا کریں؟

لڑکے کے لئے رشتہ دیکھنے جائیں تو لڑکی میں بنیادی طور پر کس چیز کو دیکھنا چاہئے، اس حوالے سے اللہ پاک کے آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ہماری یوں رہنمائی فرمائی: عورت سے نکاح چار باتوں کی وجہ سے کیا جاتا ہے: ❶ مال و دولت ❷ حسب نسب ❸ حسن و جمال اور ❹ دِین۔ مگر تم دِین والی کو ترجیح دو۔[3] افسوس! آج کل دین داری کے متعلق پوچھنے کے بجائے عموماً مال و دولت، حسب نسب اور حسن و جمال کو ہی زیادہ ترجیح دی جاتی ہے۔ حالانکہ ایک روایت میں ہے: جس نے کسی عورت سے اُس کی عزّت کی وجہ سے نکاح کیا تو اللہ پاک اس کی ذِلّت کو بڑھائے گا، جس نے عورت کی دولت (کے لالچ) کی وجہ سے نکاح کیا، اللہ پاک اُس کی غربت میں اضافہ کرے گا، جس نے عورت کے حَسَب نَسَب

(یعنی خاندانی بڑائی) کی بنا پر نکاح کیا، اللہ پاک اس کے کمینے پن کو بڑھائے گا اور جس نے صرف اس لئے نکاح کیا کہ اپنی نظر اور شرم گاہ کو محفوظ رکھے یا صلہ رحمی کرے تو اللہ پاک اس کے لئے عورت میں برکت دے گا اور عورت کے لئے مرد میں برکت دے گا۔[4]

یاد رکھئے! اپنے لڑکے کے لئے بہتر لڑکی تلاش کرنا یقیناً آپ کا حق ہے۔ مگر اس کے لئے کسی کی عزتِ نفس مجروح کرنا درست نہیں۔ یہ دنیا مکافاتِ عمل ہے، کہیں ایسا نہ ہو جیسا سلوک آج آپ کسی اور کے ساتھ کریں کل کوئی اور آپ سے بھی ویسے ہی پیش آئے۔ اگر رشتہ پسند نہ ہو تو انکار کا انداز ایسا ہونا چاہیے جو کسی کو بُرا لگے، نہ اس کی عزتِ نفس مجروح ہو۔ ہماری بزرگ خواتین عام طور پر لڑکی یوں تلاش کیا کرتیں کہ رشتے داروں کے ہاں مختلف تقاریب کے مواقع پر آنے والی لڑکیوں کو دیکھتیں، ان کے رکھ رکھاؤ، بول چال وغیرہ کو باتوں باتوں میں ہی پرکھ لیتیں اور کسی کو معلوم بھی نہ ہوتا کہ یہ ایسا کیوں کر رہی ہیں۔ اگر لڑکی پسند آجاتی تو باقی ضروری تفصیلات وہیں تقریب کے شرکا میں سے ہی اس لڑکی کے جاننے والوں سے لے لی جاتیں، پھر اس کے بعد پیغامِ نکاح دیا جاتا اور اپنی پسند بتا کر لڑکی والوں کی رضا کا انتظار کیا جاتا۔ اگر وہ بھی راضی ہو جاتے تو دیگر معاملات بھی طے کر لئے جاتے۔ اس سے دو خاندان قریب ہوتے، ان کے باہمی تعلقات مضبوط ہوتے، وہ سب ایک دوسرے کی عزتوں کے رکھوالے بن جاتے، بلکہ ایسا بھی دیکھا جاتا کہ ایک گاؤں کی لڑکی دوسرے گاؤں میں بیاہی جاتی تو یوں لگتا کہ یہ محض لڑکی لڑکے اور ایک خاندان کا دوسرے خاندان سے ملاپ نہیں ہوا، بلکہ پورے گاؤں کا رشتہ دوسرے گاؤں سے جڑ گیا ہے۔

افسوس! یہ سب باتیں اب قصے کہانیاں بن چکی ہیں۔ ترقی و تہذیب کے نام پر ہمارے معیارات بھی بدل چکے ہیں۔ اب شادیاں دو خاندانوں کے ملاپ سے رشتوں کی مضبوطی کے لئے نہیں، بلکہ اپنے مفادات کے تحفظ یا اپنے اسٹیٹس کے مطابق کی جاتی ہیں۔ یہی نہیں بلکہ جب سے عورت کو اشتہار کے روپ میں ہر جگہ سرِ عام نیلام کرنے کا آغاز ہوا ہے، شادی بیاہ کے لئے بھی اب ہر ایک نے اپنے اپنے معیارات بنا لئے ہیں۔ چنانچہ رشتہ دیکھنے والوں کے رویے سے بسا اوقات یوں لگتا ہے کہ شاید انہیں ایسی لڑکی کی تلاش ہے جو قربانی کے جانور کی شرائط پر پوری اترتی ہو، کیونکہ ایسے لوگوں سے لڑکی اور اس کے گھر والوں کو کس قسم کے سلوک کا سامنا کرنا پڑتا ہے، ملاحظہ فرمائیے کہ کم عقل و نادان لوگ لڑکی کی بول چال، رنگ روپ اور قد و قامت کو کس طرح پرکھتے ہیں: ☆لڑکی کو چلنے کے لئے کہا جاتا ہے تاکہ معلوم ہو سکے اس کی چال کیسی متوالی ہے اور چال میں کہیں لنگڑاہٹ تو نہیں! ☆اسی طرح لڑکی سے انٹرویو کے بہانے اس کے بولنے کے انداز اور لب و لہجے کے اتار چڑھاؤ کو پرکھا جاتا ہے اور بسا اوقات لڑکی کی قوتِ برداشت کو پرکھنے و جانچنے کے لئے انتہائی نامناسب و ذاتی نوعیت کے سوالات بھی کر لئے جاتے ہیں کہ جن کی وجہ سے لڑکی اور اس کے والدین کی سخت دل آزاری ہوتی ہے۔ ☆ نیز اس معاملے میں یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ دورانِ انٹرویو بعض اوقات لڑکی بے تکلفی کا مظاہرہ نہ کرے، بلکہ شرما شرما کر جواب دے، کسی بات پر مجبوراً مسکرانا بھی پڑے تو سر کو جھکائے رکھے تو سمجھا جاتا ہے شاید اس کے دانتوں میں کوئی مسئلہ ہے، لہٰذا یہ رویہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ تکلفاً لڑکی کا منہ کھلوا کر دانت بھی چیک کئے جاتے ہیں۔ ☆ بعض افراد کی طرف سے یہاں تک بھی دیکھنے کو آیا ہے کہ وہ لڑکی کی ہنسی و مسکراہٹ کو بھی پرکھتے ہیں۔ اگر وہ کسی بات پر ہنس نہ سکے تو اسے جان بوجھ کر قہقہہ لگانے یا ہنسنے و مسکرانے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ ☆فی زمانہ چونکہ میک اپ نے اتنی ترقی کر لی ہے کہ اصل اور نقل میں فرق بھی مشکل ہو جاتا ہے، اس لئے رشتہ دیکھتے ہوئے اب ایسا بھی کیا جا رہا ہے کہ لڑکی کو قدرتی روشنی بالخصوص دھوپ میں لے جا کر دیکھا جاتا ہے کہ اس کا رنگ روپ حقیقت میں گورا ہے یا میک اپ کا کمال ہے۔ ☆ آج کل چونکہ لڑکیاں ایسی جوتیاں بھی پہننے کی شوقین ہیں جن کی ایڑی کافی اونچی ہوتی ہے، لہٰذا رشتہ دیکھنے والیاں ایسی اونچی ایڑی والی جوتیاں (heels shoes) اتروا کر دیکھتی ہیں کہ لڑکی کا اصل قد کتنا ہے۔!

---

❶ مسند احمد، 9/365، حدیث: 24583 ❷ مراٰۃ المناجیح، 5/11 ❸ بخاری، 3/429، حدیث: 5090 ❹ معجم اوسط، 2/18، حدیث: 2342

صلہ رحمی

ام انس عطاریہ
اوورسیز شعبہ
ذمہ دار مکتبۃ المدینہ
تقسیم رسائل، کراچی

دینِ اسلام کی خوبصورت تعلیمات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ یہ دین ہمیں اپنی دیکھ بھال اور اپنی ضروریات کو ہی پورا کرنے کا درس نہیں دیتا، بلکہ اپنے متعلقین یعنی رشتہ داروں کا خیال رکھنے، ان کے ساتھ اچھے طریقے سے پیش آنے اور ان کے ساتھ بھلائی کرنے کی بھی تاکید فرماتا ہے، جسے عام طور پر صلہ رحمی بھی کہا جاتا ہے۔ صلہ سے مراد کسی بھی قسم کی بھلائی اور احسان کرنا[1] جبکہ رحم سے مراد قرابت اور رشتہ داری ہے۔[2] گویا کہ رشتے داروں کے ساتھ نیکی اور سلوک (یعنی بھلائی) کرنا صلہ رحمی ہے اور ساری امت کا اس پر اتفاق ہے کہ صلہ رحم واجب ہے۔[3]

صلہ رحمی ایک ایسا بہترین اور خوبصورت وصف ہے جو بے شمار فوائد و برکات کا حامل ہے اور ہر عقلِ سلیم اسے اچھا تسلیم کرتی ہے۔ اس کی اہمیت کے لئے یہی کافی ہے کہ قرآن کریم کی کئی آیات میں صلہ رحمی کو اپنانے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ مثلاً ایک مقام پر ہے: بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی (پ5، النساء: 36) ترجمہ کنز العرفان: ماں باپ سے اچھا سلوک کرو اور رشتہ داروں (کے ساتھ)۔ والدین کے ساتھ احسان یہ ہے کہ ان کا ادب اور اطاعت کرے، نافرمانی سے بچے، ہر وقت ان کی خدمت کے لئے تیار رہے اور ان پر خرچ کرنے میں بقدرِ توفیق و استطاعت کمی نہ کرے۔[4] قرابت سے چونکہ ماں باپ کے سوا تمام دوسرے رشتہ دار مُراد ہوتے ہیں، لہٰذا ان سب کے ساتھ بھی احسان کرے۔[5]

قرآنِ کریم میں صلہ رحمی اپنانے والوں کی تعریف یوں ذکر کی گئی ہے: وَالَّذِیْنَ یَصِلُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ یُّوْصَلَ (پ13، الرعد: 21) ترجمہ کنز العرفان: اور وہ جو اسے جوڑتے ہیں جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا۔ یعنی نیک لوگ وہ ہیں جو رشتہ داروں کے حقوق کی رعایت رکھتے ہیں اور رشتہ داری نہیں توڑتے، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اور ایمانی قرابتیں بھی اسی میں داخل ہیں۔ ساداتِ کرام کا احترام، مسلمانوں کے ساتھ محبت واحسان، ان کی مدد کرنا، اُن کی طرف سے مدافعت کرنا، اُن کے ساتھ شفقت سے پیش آنا، سلام اور دعا کرنا، مسلمان مریضوں کی عیادت کرنا، اپنے دوستوں، خادموں، ہمسایوں اور سفر کے

ساتھیوں کے حقوق کی رعایت کرنا بھی اس میں داخل ہے۔[6]

ایک حدیثِ قدسی میں اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: میں اللہ ہوں، میں رحمٰن ہوں، میں نے رحم یعنی رشتے کو پیدا کیا ہے اور اس کے نام کو اپنے نام (یعنی رحمٰن کے لفظ) سے نکالا ہے، لہٰذا جو شخص رحم کو جوڑے گا یعنی رشتوں کے حقوق ادا کرے گا تو میں بھی اس کو (اپنی رحمتِ خاص کے ساتھ) جوڑوں گا اور جو رحم کو توڑے گا یعنی رشتوں کے حقوق ادا نہیں کرے گا میں بھی اس کو (اپنی رحمت خاص سے) جدا کر دوں گا۔[7]

نیز ایک روایت میں حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی صلہ رحمی اپنانے کی ترغیب یوں دلائی کہ تین صفات جس شخص میں بھی ہوں گی اللہ پاک اس سے حساب آسانی سے لے گا اور اسے اپنی رحمت سے جنت میں داخل فرمائے گا۔ عرض کی گئی: وہ صفات کون سی ہیں؟ ارشاد فرمایا: جو تمہیں محروم رکھے اسے عطا کرو، جو ظلم کرے اسے معاف کر دو اور جو رشتہ داری اور تعلق توڑے اس سے جوڑو۔[8]

صلہ رحمی اختیار کرنے کے فوائد: حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے جن اشخاص کو سب سے افضل قرار دیا ان میں سے ایک وہ بھی ہے جو خوب صلہ رحمی کرے۔[9] صلہ رحمی اختیار کرنے سے اللہ پاک راضی ہوتا ہے، اس کے پیارے حبیب خوش ہوتے ہیں، نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے، اخلاق نکھرتے ہیں، صلہ رحمی کرنے والے کی طرف سے دوسروں کو سکھ، چین، سکون، آرام، راحت، اور خوشی ملتی ہے، لوگوں کی دعاؤں سے حصہ ملتا ہے، دنیا، قبر اور آخرت اچھی ہوتی ہے۔ لوگ اچھے الفاظ میں یاد رکھتے ہیں، رزق اور عمر میں اِضافہ ہوتا ہے، جیسا کہ مروی ہے: جس کو یہ بات اچھی لگتی ہے کہ اس کے رزق میں کشادگی ہو اور اس کی عمر دراز ہو جائے تو اسے چاہئے کہ صلہ رحمی کیا کرے۔[10]

صلہ رحمی کی راہ میں رکاوٹیں: جب دینی ذہن نہ ہو یا دین کی صحیح طریقے سے معلومات نہ ہوں یا رشتے داروں کے حقوق کا خیال اور احساس نہ ہو یا لوگوں کی باتوں میں آکر رشتے داروں کے بارے میں طرح طرح کی بدگمانیاں دل میں بٹھالی ہوں تو پھر بندہ ان کے ساتھ صلہ رحمی کرنے سے محروم رہ جاتا ہے اور شیطان کو خوش کر بیٹھتا ہے۔ حالانکہ حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے بھلائی اور صلہ رحمی کے معاملے میں رشتہ داروں کو دوسروں پر ترجیح دینے کی ترغیب دلائی ہے، چنانچہ ارشاد فرمایا: مسکین کو صدقہ دینا، صرف صدقہ ہے جبکہ رشتہ دار کو دینا، صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی۔[11] اس کی ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ کوئی شخص جب صدقہ و خیرات کرتا ہے تو اس کی کوشش ہوتی ہے کہ مستحق کو ملے جبکہ رشتہ داروں کے حالات کے بارے میں عموماً معلوم ہوتا ہے کہ کون سا فرد یا کس گھرانے والے مدد کے زیادہ مستحق ہیں، یوں صدقہ مستحق تک پہنچ جاتا ہے۔ بعض خواتین کی یہ سوچ ہوتی ہے کہ اگر کوئی رشتہ دار ہم سے ناراض ہے یا جس سے ہم ناراض ہیں تو اس کے ساتھ صلہ رحمی اور تعاون نہیں کریں گی یہ بہت بُری بات ہے بلکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا فرمان ہے: سب سے افضل صدقہ وہ ہے جو دِل میں دُشمنی رکھنے والے رشتہ دار کو دیا جائے اس کی وجہ یہ ہے کہ کینہ پَرْوَر رشتہ دار کو صدقہ دینے میں صدقہ بھی ہے اور قطعِ رِحمی کرنے والے سے صلہ رحمی بھی۔[12]

رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کی صورتیں: رشتہ داروں کے ساتھ تعلقات بحال رکھے جائیں، ان کے ساتھ جانی، مالی، وقتی ہر اعتبار سے خوب خوب مدد و تعاون کا معاملہ کیا جائے۔ اسی طرح صلہ رحمی کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کی دل سے عزت کی جائے اور احترام کا معاملہ کیا جائے۔ کسی کے لئے بھی دل میں کینہ، بغض وحسد وغیرہ جیسی کوئی بھی بات نہ رکھی جائے۔ ان کی باتوں پر بُرا نہ منایا جائے، ان کے ساتھ تعلقات ختم کرنے کے بہانے تلاش نہ کئے جائیں، کوئی ناراضگی ہو جائے تو بڑھ کر معافی مانگ لی جائے۔

نیز اس بات کو بھی ذہن میں رکھا جائے کہ ساری دنیا کے خالق و مالک نے ہمیں صلہ رحمی کا حکم دیا ہے تو اب اگر اس کا حکم نہ مانا جائے تو کتنی بُری بات ہو گی! نیز صلہ رحمی کے فوائد و فضائل کو پیشِ نظر رکھا جائے کہ جب شریعتِ مطہرہ نے صلہ رحمی کرنے کے اتنے فضائل بیان کئے ہیں تو یہ کتنی اہم چیز ہو گی۔ اس حوالے سے بزرگانِ دِین کے واقعات کا بھی مطالعہ کیا جائے کہ بزرگوں کے واقعات پڑھنے سننے سے بھی عمل کا جذبہ بیدار ہوتا ہے۔ اسی طرح صلہ رحمی نہ کرنے اور قطعِ رحمی کرنے کے نقصانات سے خود کو ڈرایا جائے کہ اللہ پاک ناراض ہو گا، جہنم کی سزاؤں کا سامنا نہ کرنا پڑ جائے وغیرہ تو اس طرح بھی ان شاء اللہ صلہ رحمی کا ذہن بنے گا۔

---

(1) الزواجر عن اقتراف الکبائر، 2 / 156 (2) لسان العرب، 1 / 1479 (3) بہارِ شریعت، حصہ: 16، 3 / 558 (4) تفسیر صراط الجنان، 2 / 200 (5) تفسیر حسنات، 1 / 755 (6) تفسیر خزائن العرفان، ص 453 (7) ابو داود، 2 / 184، حدیث: 1694 (8) مستدرک، 3 / 362، حدیث: 3968 (9) مسند احمد، 10 / 402، حدیث: 27504 بتغیر قلیل (10) بخاری، 4 / 97، حدیث: 5985 (11) ترمذی، 2 / 142، حدیث: 658 (12) مستدرک، 2 / 27، حدیث: 1515

قطعِ تعلقی

(نئی رائٹرز کی حوصلہ افزائی کے لئے یہ مضمون 38ویں تحریری مقابلے سے منتخب کرکے ضروری ترمیم واضافے کے بعد پیش کیا جارہا ہے)

ہمشیرہ محمد وقاص
درجہ ثانیہ، جامعۃ المدینہ گرلز
خوشبوئے عطار، واہ کینٹ

رشتوں کا تقدس اگرچہ اب دنیا بھر میں آہستہ آہستہ ختم ہوتا جارہا ہے، مگر اس کے باوجود رشتوں کو توڑنا کہیں بھی اچھا نہیں سمجھا جاتا اور اَلحمدُ لِلّٰہ! یہ ہمارا پیارا مذہب ہے جس نے ہمیں ہمیشہ رشتوں کی قدر کرنا سکھایا ہے، یہی وجہ ہے کہ اسلام میں رشتوں کو توڑنا و قطعِ تعلقی کرنا جہنم میں لے جانے والا کام سمجھا جاتا ہے اور اسے گناہِ کبیرہ[2] و حرام[3] قرار دیا گیا ہے۔ قرآنِ کریم میں ہی اس کی مذمت نہیں بیان کی گئی، بلکہ کئی احادیث میں بھی اس کے مذموم ہونے کا تذکرہ ملتا ہے۔ چنانچہ قطعِ تعلقی کی مذمت سے متعلق چند فرامینِ مصطفٰے پیشِ خدمت ہیں:

- جب اللہ پاک مخلوق کو پیدا فرما چکا تو رحم (رشتہ داری) نے کھڑے ہو کر بارگاہِ خداوندی میں استغاثہ کیا تو اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: کیا تو اس پر راضی نہیں کہ جو تجھے مِلائے میں اسے مِلاؤں گا اور جو تجھے کاٹے میں اسے کاٹ دوں گا؟ عرض کی: اے میرے رب! ہاں! میں راضی ہوں۔[4]
- سرکشی اور رشتے داری توڑنے سے بڑھ کر کوئی گناہ اس بات کا مستحق نہیں کہ اللہ اس کی سزا دنیا میں جلد دیدے اور اس کے ساتھ اس کے لئے آخرت میں بھی عذاب کا ذخیرہ رہے۔ (یعنی یہ دونوں گناہ دنیا میں جلد سزا اور آخرت میں عذاب کے زیادہ مستحق ہیں)[5]

ہم سب حضرت آدم و حوا کی اولاد ہیں اور ہمارا الگ الگ قبیلوں اور خاندانوں میں تقسیم ہو جانا محض ہماری پہچان اور شناخت کے لئے ہے۔ چنانچہ اسلام نے جہاں فرد کو اس کی انفرادی زندگی بہتر بنانے کے لئے رہنمائی عطا فرمائی تو یہ کیسے ممکن تھا کہ اس کی اجتماعی زندگی کے حوالے سے کوئی مناسب رہنمائی نہ کرتا! لہٰذا ہمارے پیارے دین نے ہمیں اتفاق اور اتحاد کا درس دیتے ہوئے ایک مضبوط قبیلے و خاندان میں رہنے کا طریقہ یہ سکھایا ہے کہ رشتے داروں کے ساتھ ہمیشہ حسنِ سلوک سے پیش آئیں، ان سے اپنا تعلق جوڑے رکھیں اور کبھی بھی ان سے منہ موڑیں نہ تعلق توڑیں، جیسا کہ قرآنِ کریم میں ہے: وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَؕ (پ4، النسآء:1) ترجمہ کنزالعرفان: اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتوں (کو توڑنے سے بچو۔) اس آیتِ مبارکہ میں جہاں رشتہ داری کی عظمت و اہمیت بیان کی گئی ہے وہیں اسے بگاڑنے یا توڑنے سے سختی سے منع بھی کیا گیا ہے۔[1]

- رشتہ کاٹنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔[6]
- جس قوم میں رشتہ داری توڑنے والا ہوتا ہے اس پر رحمت نہیں اترتی۔[7]
- قطعِ تعلقی کرو نہ ایک دوسرے سے منہ موڑو اور آپس میں بغض رکھو نہ ایک دوسرے سے حسد کرو۔ بلکہ اے اللہ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ اور کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ بول چال منقطع رکھے۔[8] ایک اور روایت میں ہے: کسی مسلمان کیلئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے، تو جو تین دن سے زیادہ چھوڑے پھر مر جائے تو آگ میں داخل ہو گا۔[9] اس حدیثِ پاک کی شرح میں مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: زیادہ سے مراد یا تو ایک ساعت کی زیادتی ہے یا چوتھے دن کی زیادتی یعنی اگر چار دن چھوڑے رہا یا تین سے ایک ساعت زیادہ چھوڑا۔ (مزید فرماتے ہیں:) مسلمان بھائی سے عداوت دنیاوی آگ، حسد، بغض، کینہ یہ سب مختلف قسم کی آگ ہیں اور آخرت میں اس کی سزا وہ بھی آگ ہی ہے، رب چاہے تو بخش دے، چاہے تو سزا دے دے۔[10] چنانچہ جب کسی بھی مسلمان سے بلاوجہِ شرعی کینہ و بغض رکھنا حرام اور بلا مصلحتِ شرعیہ تین دن سے زیادہ ترکِ سلام و کلام بھی حرام ہے۔[11] تو رشتے داروں کا معاملہ کتنا سخت ہو گا! خود فیصلہ کر لیجئے۔

البتہ! بعض لوگوں کے اخلاق اس قدر برے ہوتے ہیں کہ ان کے شر سے لوگ اللہ کی پناہ مانگتے اور ان سے ملنے سے ڈرتے ہیں کیونکہ اگر ان سے ملا جائے تو اپنی عزت بچانا مشکل ہو جاتا ہے، ایسے شریر لوگوں کو چاہیے اس حدیثِ پاک کو ہمیشہ مدِّ نظر رکھیں کہ حضور نے فرمایا: کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رکھے مگر یہ کہ جب اس کے شر سے محفوظ نہ ہو۔[12] یعنی شریر شخص کس قدر بدنصیب ہے کہ شریعت نے ایک عام مسلمان سے بات چیت ختم کرنے کی اجازت نہیں دی، لیکن شریر شخص بھلے رشتے دار ہی ہو، اس کے شر کی وجہ سے اس سے کنارہ کشی اختیار کرنے کو بہتر کہا ہے، لہٰذا ایسے لوگوں کو خوب درس حاصل کرنا چاہیے اور اگر ہم میں سے کسی میں ایسی عادت ہے تو وہ بھی اپنے اخلاق سنوارنے کی کوشش کرے، تاکہ اللہ پاک اور اس کے رسول ہم سے راضی ہوں۔

قطعِ تعلقی کے مختلف انداز: بعض لوگ بات بات پر رشتے داروں سے ناراض ہونے کے بہانے ڈھونڈتے رہتے ہیں اور چھوٹی چھوٹی باتوں کو بہت بڑا بنا کر پیش کرتے اور ناراض ہو جاتے ہیں، ایسے لوگوں کی سوچ بہت چھوٹی ہوتی ہے، گویا وہ چاہتے ہیں کہ انہیں چھوٹے بچوں کی طرح بار بار منایا جائے، ان سے معافی مانگی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ بسا اوقات ایسے لوگ مذاق بن کر رہ جاتے ہیں اور ان کی اس حرکت کی وجہ سے لوگ بھی ان سے دوری اختیار کرنا ہی مناسب سمجھتے ہیں۔ ایسوں کو چاہیے کہ وہ اپنی اس عادت کو بدلیں اور معاشرے میں اچھے اور سلجھے ہوئے لوگوں کی طرح زندگی گزارنا سیکھیں کہ لوگوں کو معاف کرنے اور درگزر کرنے والوں کی قدر و منزلت زیادہ ہوتی ہے اور اللہ پاک بھی ایسے لوگوں کو دونوں جہاں میں کامیابی عطا فرماتا ہے۔

قطعِ تعلقی کی وجوہات: اگر قطعِ تعلقی کی وجوہات پر غور کیا جائے تو کچھ اس طرح کی وجوہات سامنے آتی ہیں: کسی فرد کا اپنے رشتے داروں پر ظلم کرنا، ان کا حق کھانا، بہت زیادہ امیر اور مالدار ہونے کی وجہ سے دوسرے رشتے داروں کے سامنے غرور و تکبر کرنا، بعض رشتے داروں کے غریب ہونے کی وجہ سے ان سے تعلقات ختم کر لینا۔

ان وجوہات کی خرابیاں اور بُرائیاں کسی پر مخفی نہیں ہیں۔ ہمیں ان سے بچنا چاہیے۔

قطعِ رحمی سے بچنے کی عادت کیسے بنائیں؟ صلہ رحمی کی صورت میں حاصل ہونے والے فوائد اور قطعِ تعلقی کی صورت میں ہونے والے نقصانات کو ہمیشہ مدِّ نظر رکھئے۔ نیک خواتین کی صحبت اور نیک اجتماعات میں شرکت کی عادت بنائیے۔ بزرگانِ دین کے صلہ رحمی کے واقعات کا مطالعہ کیجئے اور اللہ پاک کی بارگاہ میں گڑگڑا کر دعا کیجئے۔ اس کی برکت سے امید ہے قطعِ تعلقی سے بچنے کا ذہن بنے گا۔

---

(1) تفسیر احکام القرآن للجصاص، 2/59 (2) تفہیم البخاری، 9/221 (3) بہارِ شریعت، حصہ 16، 3/558 (4) بخاری، 3/326، حدیث: 4830 (5) ترمذی، 4/229، حدیث: 2519 (6) بخاری، 4/97، حدیث: 5984 (7) شعب الایمان، 6/223، حدیث: 7962 (8) معجم اوسط، 2/204، حدیث: 3030 (9) ابوداود، 4/364، حدیث: 4914 (10) مراٰۃ المناجیح، 6/612 (11) فتاویٰ رضویہ، 6/526 (12) بخاری، 4/117، حدیث: 6065

تحریری مقابلہ

اہم نوٹ: ان صفحات میں ماہنامہ خواتین کا سلسلہ جامعات کی معلمات، ناظمات اور تنظیمی ذمہ داران کے دسویں تحریری مقابلے میں دو عنوان کے تحت اول پوزیشن حاصل کرنے والے مضامین شامل ہیں۔ موصول ہونے والے 10 مضامین کی تفصیل یہ ہے:

عنوان	تعداد	عنوان	تعداد	عنوان	تعداد
اللہ پاک کو راضی کرنے والے 10 اعمال	3	حضور صلی اللہ علیہ وسلم دافعُ البلاء ہیں	6	اپریل فول کے خاتمے میں خواتین کا کردار	1

مضمون بھیجنے والیوں کے نام: بہاولپور: یزمان: بنت افضل۔ سرگودھا: فروکہ: بنت محمد نواز۔ سیالکوٹ: گلبہار: اُمِّ حبیبہ۔ کراچی: گارڈن: اُمِّ اسامہ۔ گجرات: کنگ سہالی: بنت خالد۔ گوجرانوالہ: نوشہرہ روڈ: بنت اعظم، بنت عاشق۔ میلسی طبہ: سلطان پور: بنت محمد اسلم۔

اللہ پاک کو راضی کرنے والے 10 اعمال

بنتِ اعظم علی انجم (معلمہ جامعۃ المدینہ گرلز، گجرانوالہ)

فردوس اللہ پاک کی سب سے اعلیٰ جنت ہے اور اعلیٰ جنت کا سُوال کرنے کی حدیثِ مبارکہ میں ترغیب ارشاد فرمائی گئی ہے۔ چنانچہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مَروی حدیثِ مبارَکہ میں ہے کہ حُضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم اللہ پاک سے سُوال کرو تو جنتُ الفردوس کا سوال کرو۔[1] بے شمار نیک اعمال کامیابی کی چابی اور اللہ پاک کی رضا یعنی جنتُ الفردوس میں داخل ہونے کا سبب ہیں۔ ان میں سے 10 اعمال یہ ہیں:

1- خشوع و خضوع سے ادائیگیِ نماز: اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: اَلَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ۟ۙ (پ18، المؤمنون:2) ترجمہ کنز العرفان: جو اپنی نماز میں خشوع و خضوع کرنے والے ہیں۔ ایمان والوں کی یہ صفت ارشاد فرمائی گئی ہے کہ ایمان والے خشوع و خضوع کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں۔ اس وقت ان کے دلوں میں اللہ پاک کا خوف ہوتا ہے اور ان کے اَعضاء ساکن ہوتے ہیں۔[2]

2- لغویات سے اِعراض: اللہ پاک فرماتا ہے: وَ الَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۟ۙ (پ18، المؤمنون:3) ترجمہ کنز الایمان: اور وہ جو کسی بیہودہ بات کی طرف اِلتفات نہیں کرتے۔ علامہ احمد صاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لغو سے مراد ہر وہ قول، فعل اور ناپسندیدہ یا مُباح کام ہے جس کا مسلمان کو دینی یا دُنیوی کوئی فائدہ نہ ہو جیسے مذاق مسخری، کھیل کود، فضول کاموں میں وقت ضائع کرنا، شہوات پوری کرنے میں ہی لگے رہنا وغیرہ وہ تمام کام جن سے اللہ پاک نے منع فرمایا ہے۔[3] احادیث میں بھی لایعنی کاموں سے بچنے کی ترغیب دی گئی ہے۔[4]

3- زکوٰۃ کی ادائیگی: کامیابی پانے والے اہلِ ایمان کا ایک وصف یہ بھی ہے کہ وہ زکوٰۃ کی ادائیگی پابندی کے ساتھ کرتے ہیں۔ چنانچہ ارشادِ باری ہے: وَ الَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۟ۙ (پ18، المؤمنون:4) ترجمہ کنز الایمان: اور وہ کہ زکوٰۃ دینے کا کام کرتے ہیں۔ بعض مفسرین نے اس آیت میں مذکور لفظ زکوٰۃ کا ایک معنیٰ تزکیۂ نفس بھی کیا ہے یعنی ایمان والے اپنے نفس کو دنیا کی محبت وغیرہ مذموم صفات سے پاک کرنے کا کام کرتے ہیں۔[5]

4- پاک دامنی اختیار کرنا: اللہ پاک کا فرمان ہے: وَ الَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۟ۙ (پ18، المؤمنون:5) ترجمہ کنز الایمان: اور وہ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہاں کامیاب اہلِ ایمان کا ایک وصف ذکر کیا گیا ہے کہ ایمان والے زنا اور زنا کے اسباب

ولوازمات وغیرہ حرام کاموں سے اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔[6] حدیثِ پاک میں بھی زبان اور شرمگاہ کو حرام اور ممنوع کاموں سے بچانے پر جنت کا وعدہ کیا گیا ہے۔[7]

5، 6- امانت داری اور عہد کی پاسداری: اللہ پاک فرماتا ہے: وَ الَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَ عَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ﴿۸﴾ (پ18، المؤمنون:8) ترجمہ کنزالایمان: اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی رعایت کرتے ہیں۔ یہاں فلاح پانے والے مومنین کے دو وصف بیان ہوئے کہ اگر ان کے پاس امانت رکھوائی جائے تو وہ اس میں خیانت نہیں کرتے اور جس سے وعدہ کرتے ہیں اسے پورا کرتے ہیں۔[8] عہد اللہ پاک کے ساتھ ہو یا مخلوق کے ساتھ سب کی وفا لازم ہے۔

7- نمازوں کی حفاظت: اللہ پاک کا فرمان ہے: وَ الَّذِیْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ ﴿۹﴾ (پ18، المؤمنون:9) ترجمہ کنز الایمان: اور وہ جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں۔ اللہ پاک کی رضا پانے والے اعمال میں سے نماز کی حفاظت بھی ہے کہ نمازوں کو ان کے اوقات میں ان کے آداب و شرائط کے ساتھ پابندی سے ادا کرنا اللہ پاک کی رضا یعنی جنت میں داخلے کا سبب ہے۔

8- خوفِ آخرت: فرمانِ باری ہے: وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿۴۰﴾ (پ30، النّٰزعٰت:40) ترجمہ کنز الایمان: اور وہ جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا۔ تو بیشک جنت ہی ٹھکانا ہے۔

9- بھلائی کرنا: فرمانِ باری ہے: وَ افْعَلُوا الْخَیْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۷۷﴾ (پ17، الحج:77) ترجمہ کنزالایمان: اور بھلے کام کرو اس امید پر کہ تمہیں چھٹکارا ہو۔ پتہ چلا کہ اس امید پر اخلاص کے ساتھ اور اللہ پاک کی رضا کے لئے نیک کام کئے جائیں کہ ان کی برکت سے اللہ پاک اس پر اپنا فضل و رحمت فرمائے گا اور اپنی رحمت سے جنت میں داخلہ بھی نصیب فرمائے گا۔ بھلائی کرنا اللہ پاک کی رضا والے کاموں میں سے ایک کام ہے۔

10- اللہ پاک کی رضا کے مطابق پسندیدہ چیز کی قربانی کرنا: اللہ پاک کا فرمانِ عالیشان ہے: لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ﯞ (پ4، اٰلِ عمرٰن:92) ترجمہ کنز الایمان: تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہِ خدا میں اپنی پیاری چیز نہ خرچ کرو۔

اللہ پاک سے دعا ہے کہ اللہ پاک ہمیں اپنی رضا کو حاصل کرنے کے لئے نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بجاہِ النبی الامین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم دافعُ البلاء ہیں

بنتِ عاشق بٹ (معاون ذمہ دار مدرسۃ المدینہ بالغات، گجرانوالہ)

اللہ پاک بے شمار صفات اور کمالات کا جامع ہے۔ جیسے اس کی ذات یعنی وہ خود ہمیشہ سے ہے، اسی طرح اس کی تمام صفات (خوبیاں) بھی ہمیشہ سے ہیں۔ اس کی صفات میں سے ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ تمام مخلوق کا فریاد رس، ان کی ضرورتوں اور حاجات کو پورا کرنے والا ہے۔ دُکھ درد کی ماری مخلوق اسے پکارتی ہے اور اپنے دل کی مُرادیں پاتی ہے۔ اللہ پاک نے اپنی مخلوق میں سے اپنے پسندیدہ اور برگزیدہ بندوں کو بھی یہ اختیارات عطا فرمائے ہیں کہ وہ مخلوق کے کام آتے، اللہ پاک کی عطا سے ان کی فریادیں سُنتے اور ان کی حاجات پوری کرتے ہیں۔

یاد رہے! اہلِ اسلام کا عقیدہ اور ایمان ہے کہ حقیقی طور پر مددگار صرف اللہ پاک ہی ہے باقی سب اس کی عطا اور کرم سے ہی مدد کرتے ہیں اور یہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ جیسا کہ اللہ پاک کا فرمان ہے: فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَ جِبْرِیْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَۚ وَ الْمَلٰٓىٕكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِیْرٌ ﴿۴﴾ (پ28، التحریم:4) ترجمہ کنزالایمان: تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔ اسی طرح حدیث شریف میں ہے: حُضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم فرماتے ہیں: جب تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے یا مدد کی ضرورت ہو اور وہ ایسی جگہ ہو جہاں کوئی مددگار نہ ہو تو اسے یوں کہنا چاہئے: اے اللہ پاک کے بندو! میری مدد کرو! اے اللہ پاک کے بندو! میری مدد کرو! کیونکہ اللہ پاک کے کچھ بندے ایسے ہیں جنہیں ہم دیکھ نہیں سکتے۔ (راوی فرماتے ہیں:) وَقَدْ جُرِّبَ ذٰلِكَ یعنی یہ

تجربہ شدہ ہے۔[9] اللہ کریم نے اپنے پیارے حبیب صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کو اپنی بہت سی صفات کا مظہر بنایا ہے۔ نبیِ کریم صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کے حاجت روائی، مشکل کشائی اور امداد فرمانے کا سلسلہ بہت وسیع ہے۔ 2 واقعات پیشِ خدمت ہیں:

مجھے ڈوبنے نہ دیا: حضرت امام ابو عبدُ اللہ محمد بن علی الخزرجی رحمۃ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: میں مقامِ جَرجَر میں تھا، سفر کے لئے میں نے سمندر کا راستہ اختیار کیا، سمندر میں اچانک ایک ایسا خطرناک طوفان آیا جس کے سبب میں ڈوبنے ہی والا تھا کہ میں نے رسولِ پاک صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کو مدد کے لئے پکارا، اچانک غیب سے ایک لکڑی ظاہر ہوئی، میں اسے پکڑ کر کنارے تک پہنچ گیا اور اللہ پاک نے مجھے (طوفان سے) نجات عطا فرمائی۔[10]

جنات سے نجات دلائی: حضرت امام قسطلانی رحمۃ اللہِ علیہ تحدیثِ نعمت کیلئے اپنا ایک واقعہ ذکر کرتے ہیں: میں 885 ہجری میں زیارتِ مقدسہ کے بعد مکے کے راستے مصر کی طرف جا رہا تھا کہ راستے میں میری خادمہ غزال حبشیہ کو آسیب نے آلیا، وہ کئی دن اس بیماری میں مبتلا رہی، پھر میں نے اس کی شفا کیلئے حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کی بارگاہ میں فریاد کی، جس کے بعد میں نے ایک خواب دیکھا کہ ایک آنے والا آیا جس کے ساتھ وہ جن بھی تھا جس نے میری خادمہ کو زیرِ اثر کیا تھا، اس شخص نے کہا: حضور نے اس جن کو تمہارے پاس بھیجا ہے، میں اس جن پر غضب ناک ہوا اور اس سے وعدہ لیا کہ آئندہ خادمہ کے پاس نہیں آئے گا۔ جب میں بیدار ہوا تو خادمہ میں کسی بیماری کو نہ پایا، گویا اسے رسی سے کھول دیا گیا ہو۔[11]

معلوم ہوا کہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم ایسے دافِعُ البلاء (بلاؤں سے نجات دینے والے) ہیں کہ ان کی اس صفتِ حاجت روائی سے جن و انس، صغیر و کبیر، چرند پرند، خوابیدہ اور بیدار سبھی برکتیں پا رہے ہیں۔ اگر ہم احادیثِ پاک اور سیرتِ طیبہ پر سرسری سی نظر ڈالیں تو یہ بات دن میں چمکنے والے سورج کی طرح صاف ظاہر ہو جاتی ہے کہ ربِّ کریم کی عطا سے ہمارے پیارے نبی صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم بھی مخلوق کے حاجت روا اور مشکل کشا ہیں۔

---

(1) ترمذی، 4/238، حدیث: 2538 (2) تفسیر نسفی، ص751 (3) تفسیر صاوی، 4/1356-1357 (4) تفسیر صراط الجنان، 6/499 (5) تفسیر روح البیان، 6/68 ملخصاً (6) تفسیر صراط الجنان، 6/503 (7) تفسیر صراط الجنان، 6/503-504 (8) تفسیر صراط الجنان، 6/506 (9) معجم کبیر، 17/117، حدیث: 290 (10) حجۃ اللہ علی العالمین، ص565 (11) المواھب اللدنیہ، 3/419

اہم نوٹ: ان صفحات میں ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے سلسلے نئے لکھاری کے تحت ہونے والے 38 ویں تحریری مقابلے کے مضامین شامل ہیں۔ چنانچہ اس ماہ کل مضامین 299 تھے، جن کی تفصیل یہ ہے:

عنوان	تعداد	عنوان	تعداد	عنوان	تعداد
صفاتِ عیسیٰ	78	اُستاذ کے 5 حقوق	116	قطعِ تعلقی کی مذمت احادیث کی روشنی میں / بداخلاقی کی مذمت احادیث کی روشنی میں	105

مضمون بھیجنے والیوں کے نام: اسلام آباد: آئی ٹین: بنت عظیم، بنت عمر۔ اوکاڑہ: بنت اجمل، بنت بشیر، بنت غلام مرتضی، بنت مبین۔ بہاول پور: احمد پور شرقیہ: بنت حسین، بنت دلشاد، بنت صفدر، بنت ارشد مدنیہ۔ یزمان: بنت قاسم حسین۔ بھمبر سماہنی: بنت سہیل۔ جوہر آباد: بنت فلک شیر۔ حیدر آباد: بنت جاوید، بنت شکیل احمد۔ راولپنڈی: صدر: بنت انور، بنت شفیق، بنت شکیل، بنت مدثر۔ گوجر خان: بنت واجد۔ سیالکوٹ: اگوکی: بنت اصغر علی، بنت اطہر حسین، بنت اقبال، بنت شمس دین، بنت غلام نبی، بنت محمد اکبر، بنت محمد عارف، بنت محمد فاروق، بنت محمد مشتاق۔ پاکپورہ: بنت شمشاد۔ ڈسکہ: ام عمارہ۔ سمبڑیال: بنت ثاقب، بنت منشا۔ گھوگا: بنت مبارک علی، بنت ابدال، بنت تنویر۔ شفیع کا بھٹہ: اخت حسیب، بنت اسلام، بنت اشرف، بنت اشفاق، بنت اصغر مغل، بنت افضل، بنت اللہ رحم، بنت امجد وڑائچ، بنت انور، بنت اویس، بنت بشیر احمد اویسی، بنت تنویر احمد، بنت جہانگیر، بنت خالد، بنت خوشی محمد، بنت راشد محمود، بنت رزاق بٹ، بنت رشید احمد، بنت رضاء الحق باجوہ، بنت رفیق، بنت زمان، بنت ساجد، بنت سرمد، بنت سلامت، بنت سلیم، بنت سہیل احمد، بنت شبیر، بنت شمس، بنت شہباز احمد، بنت شوکت علی، بنت ظہیر احمد، بنت عابد حسین، بنت عرفان، بنت غلام عباس، بنت محمد ارشد، بنت محمد بابر، بنت محمد تنویر، بنت محمد جان، بنت محمد شبیر، بنت محمد طارق، بنت محمد طاہر، بنت محمد نواز، ہمشیرہ دانیال۔ گلبہار: اخت سلطان علی، اخت شعبان، اخت عمر اعوان، ام فرح بنت رشید، ام مشکاۃ، ام میلاد، ام ہلال، بنت احسان، بنت احسان الٰہی، بنت ارشد علی، بنت اصغر علی، بنت اکرم، بنت امیر حیدر، بنت باقر، بنت تنویر، بنت حاجی شہباز، بنت ذوالفقار علی، بنت

رحمت علی، بنت سجاد حسین، بنت سعید احمد، بنت شاہد، بنت شبیر، بنت شمس، بنت شہزاد، بنت طارق، بنت محمد طارق، بنت طارق محمود، بنت طارق محمود، بنت ظہور الٰہی، بنت عرفان، بنت عنصر، بنت غلام غوث، بنت غلام مصطفےٰ، بنت فیاض، بنت لطیف، بنت محمد اشرف، بنت محمد حسین، بنت محمد شفیق، بنت محمد شہباز، بنت محمد منیر، بنت منور، بنت منیر حسین، بنت ناصر، بنت نصیر احمد، ہمشیرہ حمزہ، بنت وسیم، بنت یوسف، ہمشیرہ ارسلان، ہمشیرہ اسد علی، ہمشیرہ اسماعیل، ہمشیرہ آذان، ہمشیرہ زین، ہمشیرہ سبحان، ہمشیرہ سلطان علی، ہمشیرہ عبد اللہ، ہمشیرہ محمد یوسف، ہمشیرہ معظم رضا، ام میلاد، ام ہانی، بنت حمزہ۔ معراجکے: بنت غلام قمر، بنت محمد شفیق، بنت محمود حسین۔ نندپور: بنت امجد، بنت عبد الستار۔ نواں پنڈ: بنت ظفر۔ شکار پور: خانپور: بنت کریم ناپر۔ فیصل آباد: چک جھمرہ: بنت انور۔ سمندری: بنت خادم۔ کراچی: اصحابِ صفہ: بنت نذر۔ اورنگی ٹاؤن: بنت سلیم۔ بخاری مسجد: بنت حنیف۔ حبیبیہ دھوراجی: ام معاویہ۔ سرجانی ٹاؤن: بنت رفیق۔ سیدہ آمنہ: سیف آباد: بنت سلطان۔ شمع مدینہ: بنت محمد سلیم۔ عالم شاہ بخاری: بنت شہزاد، بنت عدنان، بنت مشتاق۔ فیضِ عطار: بنت نعیم۔ فیضِ مدینہ: بنت عبد الرشید، بنت محمد شاہد، بنت نفیس۔ فیضان بسم اللہ: بنت محمد شاہد۔ گلزار عطار: بنت رحمت۔ گلشن معمار: بنت اکرم۔ لیاقت آباد: ام ایمن۔ ملیر: بنت عبد الستار۔ نارتھ کراچی: بنت طفیل الرحمان۔ کوٹ ادو: سنانواں: بنت مشتاق۔ گجرات: کنگ سہالی: بنت ارشد، بنت محمد ارشد، بنت اسلم، بنت اشرف چشتی، بنت اعجاز احمد، بنت افضال احمد، بنت افضل بٹ، بنت اللہ رکھا، بنت امتیاز احمد، بنت انشاء اللہ، بنت انصر جاوید، بنت انصر محمود، بنت اورنگزیب، بنت اورنگزیب، بنت بشیر احمد، بنت جاوید، بنت حنیف، بنت رخسار احمد، بنت رزاق احمد، بنت ریاض احمد، بنت سید محمد ضمیر الحسن، بنت ظفر اقبال، بنت ظہور احمد، بنت ظہیر عباس، بنت غلام سرور، بنت غلام مصطفےٰ، بنت فیاض احمد، بنت فیاض حسین، بنت فیصل عمران، بنت کرامت حسین، بنت محمد ارشاد، بنت محمد ارشد، بنت ارشد منیر احمد، بنت محمد اسلم، بنت محمد اسلم، بنت محمد اشرف، بنت محمد اشرف مغل، بنت محمد افضل، بنت محمد افضل، بنت محمد اکرم، بنت محمد امجد، بنت محمد انور، بنت محمد آصف، بنت محمد آصف، بنت محمد حنیف، بنت محمد سہیل، بنت محمد صدیق، بنت محمد عارف، بنت محمد عارف، بنت محمد عرفان، بنت محمد فیاض، بنت محمد منشا، بنت محمد نذیر، بنت محمد اسلم، بنت محمود عالم، بنت مظہر حسین، بنت ممتاز احمد، بنت منور حسین، ہمشیرہ عادل۔ گجرانوالہ: شوکت آباد: بنت شفیق۔ نوشہرہ روڈ: بنت اعظم، بنت عاشق۔ لالہ موسیٰ: باشنہ: بنت ساجد، بنت مظہر۔ مدینہ کلاں: ام مؤدب، بنت ارشد، ام معاذ، بنت آزاد، بنت حنیف، بنت ذوالفقار، بنت سجاد علی، بنت شفیق احمد، بنت ظفر اللہ خان، بنت عبد الوحید، بنت مصطفےٰ حیدر، بنت نعیم، بنت احسان، بنت حنیف، بنت عابد، بنت عبد الرحمان۔ لاہور: تاجپورہ: بنت ابرار، بنت عمر فاروق۔ کوٹ لکھ پت: بنت شاہد اکرم، بنت محمد امجد، بنت محمود احمد، بنت پرویز۔ ناظم آباد: بنت فاروق۔ ملتان: مجتبیٰ کینال: بنت اللہ دتہ، بنت شہباز۔ نارنگ منڈی: بنت سخاوت۔ ننکانہ: چندر نگر: بنت امین مدنیہ۔ واربرٹن: بنت خلیل۔ واہ کینٹ: چھاچھی محلہ: بنت وسیم۔ خوشبوئے عطار: بنت آصف، بنت تاج، بنت سلطان، بنت شوکت، ہمشیرہ وقاص۔ گرین سٹی: بنت شکیل۔

صفاتِ عیسیٰ

بنتِ سلطان (جامعۃ المدینہ گرلز خوشبوئے عطار، واہ کینٹ)

خالقِ کل جہاں نے جب مخلوق کو پیدا فرمایا تو ان میں اپنا سب سے زیادہ قرب حضراتِ انبیائے کرام کو عطا فرمایا۔ تمام انبیائے کرام اللہ کریم کے معصوم بندے ہیں۔ ان حضرات میں سے بعض کے درجات بعضوں سے بلند ہیں۔ جیسا کہ اللہ پاک کے آخری نبی محمدِ عربی صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم اللہ پاک کے حبیب ہیں اور تمام انبیائے کرام سے افضل ہیں۔ یونہی اُولُو الْعَزْم انبیا دیگر انبیائے کرام سے افضل ہیں۔ انہی اُولُو الْعَزْم انبیا میں سے ایک جنابِ عیسیٰ علیہ السّلام بھی ہیں۔ آپ بے شمار اوصاف سے موصوف ہیں جن کا ذکر قراٰنِ کریم میں بھی آیا ہے: (1) كَلِمَةُ الله: حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی پیدائش کلمہ كُنْ سے ہوئی۔ چنانچہ قراٰنِ کریم میں ہے: ﴿اِنَّمَا الْمَسِیْحُ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ كَلِمَتُهٗۚ اَلْقٰىهَاۤ اِلٰى مَرْیَمَ وَ رُوْحٌ مِّنْهُ٘﴾ (پ6، النسآء: 171) ترجمہ کنز الایمان: مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا اللہ کا رسول ہی ہے اور اس کا ایک کلمہ کہ مریم کی طرف بھیجا اور اسکے یہاں کی ایک روح۔

(2) دنیا و آخرت میں معزز: قراٰنِ کریم میں ارشاد ہوتا ہے: ﴿وَجِیْهًا فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ﴾ (پ3، اٰلِ عمرٰن: 45) ترجمہ کنز العرفان: وہ دنیا و آخرت میں بڑی عزت والا ہوگا۔ دنیا میں عزت والا ہونا کہ قراٰن کے ذریعے سارے عالم میں ان کے (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے) نام کی دھوم مچا دی گئی۔ آخرت میں خصوصی عزت والا ہونا بہت طریقوں سے ہوگا، ایک یہ بھی ہے کہ قیامت میں انہی کے ذریعہ مخلوق کو حضورِ اقدس صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم تک رہنمائی ملے گی۔[1] (3) ربِّ کریم کے مُقَرَّب: جناب عیسیٰ علیہ السّلام اللہ پاک کے مقرب بندے ہیں۔ قراٰنِ کریم میں ان کے بارے میں ارشاد ہوا: ﴿وَ مِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ﴾ (پ3، اٰلِ عمرٰن: 45) ترجمہ کنز الایمان: اور قُرب والا۔ (4) بغیر باپ کے پیدا ہونے والے: حضرت عیسیٰ علیہ السّلام بغیر باپ کے پیدا

ہوئے۔ چنانچہ تفسیر صراط الجنان میں ہے: اگر آپ علیہ السّلام کا کوئی باپ ہوتا تو یہاں (یعنی سورۂ اٰلِ عمرٰن کی آیت نمبر 45 میں) آپ کی نسبت ماں کی طرف نہ ہوتی۔ بلکہ باپ کی طرف ہوتی، جیسا کہ قراٰنِ مجید (کے پارہ 21، سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر 5) میں اللہ پاک نے خود فرمایا ہے: ﴿اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآىٕهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ﴾ ترجمہ کنز العرفان: لوگوں کو ان کے باپوں کی نسبت سے پکارو، یہ اللہ کے نزدیک انصاف کے زیادہ قریب ہے۔[2] (5) مسیحُ اللہ: حضرت عیسیٰ علیہ السّلام مُردوں کو چھو کر زندہ اور بیماروں کو چُھو کر شفا دے دیتے تھے، اس لئے انہیں مسیحُ اللہ کہا جاتا ہے۔ قراٰنِ کریم میں ہے: ﴿اسْمُهُ الْمَسِیْحُ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ﴾ (پ3، اٰلِ عمرٰن: 45) ترجمہ کنز الایمان: جس کا نام ہے مسیح عیسیٰ مریم کا بیٹا۔ (6) مَھْد اور کَھْل میں کلام کرنے والے: مَھْد یعنی جھولے میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام نے بچپن کی عمر میں کلام فرمایا اور اپنی ماں کی پاک دامنی ثابت کی اور کَھْل یعنی پکی عمر میں بھی آپ کلام فرمائیں گے، جیسا کہ احادیث میں وارد ہے کہ قُربِ قیامت آپ تشریف لائیں گے تو اس وقت آپ کلام فرمائیں گے۔ چنانچہ اس بات کو قراٰنِ کریم میں یوں بیان کیا گیا: ﴿وَ یُكَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَ كَهْلًا﴾ (پ3، اٰلِ عمرٰن: 46) ترجمہ کنز العرفان: اور وہ لوگوں سے جھولے میں اور بڑی عمر میں بات کرے گا۔ (7) برکت والے: قراٰنِ کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا ارشاد ان الفاظ میں موجود ہے: ﴿وَّ جَعَلَنِیْ مُبٰرَكًا﴾ (پ16، مریم: 31) ترجمہ کنز الایمان: اور اس نے مجھے مبارک کیا۔ اللہ کریم نے نبوت عطا فرما کر انہیں لوگوں کو نفع پہنچانے والا، خیر کی تعلیم دینے والا اور توحید و عبادت کی طرف بُلانے والا بنایا۔[3] (8) اللہ کریم کے بندے: آپ علیہ السّلام اللہ کا بندہ بننے میں کسی طرح کا شرم و عار محسوس نہ فرماتے تھے۔[4] چنانچہ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: ﴿لَنْ یَّسْتَنْكِفَ الْمَسِیْحُ اَنْ یَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ﴾ (پ6، النسآء: 172)

ترجمہ کنز الایمان: ہرگز مسیح اللہ کا بندہ بننے سے کچھ نفرت نہیں کرتا۔ (9) نماز و زکوٰۃ ادا کرنے والے: آپ علیہ السّلام نے مَھْد یعنی جھولے میں جو کلام فرمایا اسے قراٰنِ کریم میں یوں ارشاد فرمایا گیا: ﴿وَ اَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَ الزَّكٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّا﴾ (پ16، مریم: 31)

ترجمہ کنز الایمان: اور مجھے نماز و زکوٰۃ کی تاکید فرمائی جب تک جیوں۔ (10) والدہ سے اچھا سلوک: فرمایا: ﴿وَّ بَرًّۢا بِوَالِدَتِیْ﴾ (پ16، مریم: 32) ترجمہ کنز الایمان: اور اپنی ماں سے اچھا سلوک کرنے والا۔

ان کے علاوہ بھی آپ علیہ السّلام کے بے شمار اوصاف ہیں۔ اللہ پاک ہمیں بھی اچھے اوصاف اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین بجاہِ النبی الامین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

اُستاذ کے 5 حقوق

بنتِ فلک شیر (درجہ: دورہ حدیث، جوہر آباد ضلع خوشاب)

اُستاذ روحانی باپ ہوتا ہے۔ جیسا کہ علامہ مُناوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جو شخص لوگوں کو علم سکھائے وہ بہترین باپ ہے۔ کیونکہ وہ بدن کا نہیں روح کا باپ ہے۔[5] اسی حوالے سے ایک مقام پر نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: میں تمہارے لیے باپ کی حیثیت رکھتا ہوں۔ میں تمہیں علم سکھاتا ہوں۔[6] اُستاذ کے حُقوق والدین کے حُقوق کی طرح ہیں۔ بلکہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: اُستاذ کے حق کو اپنے ماں باپ اور تمام مسلمانوں کے حق پر مقدم رکھے۔[7]

اُستاذ کے چند حُقوق

(1) اِطاعت و فرمانبرداری: اُستاذ کے حُقوق میں سے یہ بھی ہے کہ اس کا ہر حکم مانے، مگر جو خلافِ شریعت حکم ہو تو ہرگز نہ مانے کہ حدیثِ مبارکہ میں ہے: لَا طَاعَةَ لِاَحَدٍ فِیْ مَعْصِیَةِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰی یعنی اللہ پاک کی نافرمانی میں کسی کی اِطاعت نہیں کی جائے گی۔[8] (2) آدابِ مجلس: عالم کا جاہل اور اُستاذ کا شاگرد پر ایک جیسا حق ہے اور وہ یہ کہ اس سے پہلے بات نہ کرے، اس کے بیٹھنے کی جگہ اس کی غیر موجودگی میں بھی نہ بیٹھے، اس سے آگے نہ بڑھے اور اس کی بات رد نہ کرے۔[9] نیز اُستاذ کی بارگاہ میں ظاہری و باطنی مکمل توجہ کے ساتھ حاضر ہو۔ (3) حُسنِ اعتقاد: شاگرد کو چاہیے کہ اپنے اُستاذ کے بارے

میں ہمیشہ مثبت سوچ رکھے، اُستاذ کے کسی بھی عمل کے بارے میں کوئی بدگمانی نہ کرے کہ علم کا فیضان ہی تب نصیب ہوتا ہے جب باطنی طور پر بھی اُستاذ کا ادب کیا جائے۔(4) خدمت گزاری: شاگرد کو چاہیے کہ اپنے اُستاذ کے حقوق و آداب کا خیال رکھے، اپنے مال میں کسی چیز سے اس کے ساتھ بخل نہ کرے۔[10] یعنی جو کچھ اسے درکار ہو بخوشی خاطر پیش کرے اور اگر وہ قبول کرلے تو اسے اس کا احسان اور اپنی سعادت مندی تصور کرے۔[11] (5) دعائے خیر: شاگرد کو چاہیے کہ اپنے اُستاذ کو ہمیشہ دعاؤں میں یاد رکھے کہ امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں جب بھی اپنے والدین کے لیے دعا کرتا ہوں تو اپنے اُستاذ کے لیے ضرور دعا کرتا ہوں اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں اپنے والدین سے پہلے اپنے اُستاذ کے لیے دعا کرتا ہوں۔[12]

اس کے علاوہ بھی اُستاذ کے کثیر حُقوق ہیں کہ روزانہ اس کا دیا ہوا سبق یاد کرے، اُستاذ کی موجودگی میں آواز بلند نہ کرے، کسی سے اُستاذ کی بُرائی کرے نہ سُنے وغیرہ۔ اللہ کریم ہمیں استاذ کے حُقوق کماحقہ بجالانے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے اساتذہ کو درازیِ عمر بالخیر نصیب فرمائے۔ اٰمین

بد اخلاقی کی مذمت احادیث کی روشنی میں

بنتِ محمد عمر (درجہ: اُولیٰ، جامعۃ المدینہ گرلز فیضانِ عائشہ اسلام آباد)

غور و فکر ایک ایسا آئینہ ہے جو مومن کو اس کی اچھائیاں اور بُرائیاں دکھاتا ہے۔[13] لوگوں سے بُری اور نازیبا عادات کے ساتھ ملنا اور ہر وقت غصے میں رہنا اور صلہ رحمی اور عاجزی نہ کرنا بد اخلاقی کہلاتا ہے اور بد اخلاقی جہنم میں لے جانے والے اعمال میں سے ہے۔ لہٰذا ہمیں غور و فکر کرنا چاہئے کہ کہیں ہم بھی اس گناہ میں شامل تو نہیں! بد اخلاقی کرنے والوں کو اپنی بد اخلاقی اور بُرے رویے کا خیال بہت دیر بعد ہوتا ہے۔ لہٰذا ہمیں بد اخلاقی کے متعلق ضرور علم حاصل کرنا چاہئے۔ کیونکہ بد اخلاق سے لوگ اتنا دور ہو جاتے ہیں کہ اس کو دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے، چاہے وہ کتنا ہی کام والا اور ہاتھ بٹانے والا ہو، یوں وہ اکیلا رہ جاتا ہے۔ امام علی بن حسین فرماتے ہیں: حقیقی غربت اپنے پیاروں سے محروم ہو جانا ہے۔[14]

بد اخلاقی کی مذمت احادیث کی روشنی میں

(1) بد اخلاقی عمل کو اس طرح برباد کر دیتی ہے جیسے سرکہ شہد کو خراب کر دیتا ہے۔[15] (2) جس کی فکریں زیادہ ہو جاتی ہیں اس کا بدن بیمار ہو جاتا ہے۔ جس کا اخلاق بُرا ہو جاتا ہے وہ تنہا رہ جاتا ہے۔ جو لوگوں کو ملامت کرتا ہے اس کی مُروّت ختم اور بزرگی چلی جاتی ہے۔[16] (3) بے شک ہر گناہ کی توبہ ہے مگر بد اخلاق کی توبہ نہیں۔ کیونکہ جب وہ کسی ایک گناہ سے توبہ کرتا ہے تو اس سے بڑے گناہ میں پڑ جاتا ہے۔[17] (4) بد اخلاق جنت میں داخل نہ ہو گا۔[18]

اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ ہمیں بد اخلاقی سے دور رکھے۔ کیونکہ اللہ پاک کی بارگاہ میں بد اخلاقی کی توبہ قبول نہیں کی جاتی۔ اپنی اصلاح کی کوشش جاری رکھیے۔ کیونکہ جو خود نیک ہو وہ دوسروں کے بارے میں بھی نیک گمان رکھتی ہے۔ جبکہ جو خود بُری ہو اسے دوسرے بھی بُرے ہی دکھائی دیتے ہیں۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے ناپسندیدہ کاموں اور بُری عادات سے ہمیشہ کے لئے دور رکھے اور ہمیشہ دعوتِ اسلامی کا وفادار رکھے۔ اٰمین ثم اٰمین۔ آگے بڑھنا ہے تو پڑھنا ہے۔ خود بھی مطالعہ کرتی رہیے اور دوسروں کو بھی نیکی کی دعوت دیتی رہیے۔

---

(1) تفسیر صراط الجنان، 1/477 (2) تفسیر صراط الجنان، 1/476 (3) تفسیر صراط الجنان، 6/95 ملخصاً (4) سیرت الانبیاء، 812 (5) التیسیر، 1/361 (6) ابو داود، 1/37، حدیث: 8 (7) فتاویٰ ہندیہ، 5/378 (8) مسند امام احمد، 7/364، حدیث: 20679 (9) فتاویٰ ہندیہ، 5/373 (10) فتاویٰ ہندیہ، 5/378 (11) والدین، زوجین اور اساتذہ کے حقوق، ص 76 (12) مناقب الامام الاعظم ابی حنیفہ، جزء2، ص 7 ملخصاً (13) تاریخ ابنِ عساکر، 41/408 (14) حلیۃ الاولیاء، 3/158، رقم: 3540 (15) معجم کبیر، 10/319، حدیث: 10777 (16) شعب الایمان، 6/342، حدیث: 8439 (17) جامع الاحادیث، 2/375، حدیث: 6064 (18) ترمذی، 3/380، حدیث: 1953

اسلامی بہنوں کی مدنی خبریں

از: شعبہ دعوتِ اسلامی کے شب و روز

ڈیفنس فیز 6 میں شخصیات اجتماع کا انعقاد

نگرانِ عالمی مجلسِ مشاورت نے سنتوں بھرا بیان کیا

عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے تحت ڈیفنس فیز 6 میں شخصیات اجتماع کا انعقاد کیا گیا جس میں شخصیات اسلامی بہنوں سمیت دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی اسلامی بہنوں نے شرکت کی۔ معلومات کے مطابق اس اجتماع پاک میں تلاوتِ قراٰن اور نعت شریف کے بعد نگرانِ عالمی مجلسِ مشاورت اسلامی بہن نے ”ایمان والوں کے اوصاف“ کے موضوع پر سنتوں بھرا بیان کیا اور شخصیات اسلامی بہنوں کی دینی و اخلاقی اعتبار سے تربیت کی۔ بعد ازاں نگرانِ عالمی مجلسِ مشاورت نے دعوتِ اسلامی کے مختلف شعبہ جات کا تعارف کرواتے ہوئے انہیں دینی و فلاحی کاموں کے لئے زیادہ سے زیادہ ڈونیشن جمع کروانے کی ترغیب دلائی جس پر انہوں نے اچھی اچھی نیتوں کا اظہار کیا۔

یوکے کے تمام جامعات المدینہ گرلز میں پڑھنے والی طالبات کے لئے تربیتی اجتماع کا انعقاد

مقامی ذمہ دار اسلامی بہنوں کی شرکت، مبلغۂ دعوتِ اسلامی نے تربیت کی

عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے تحت UK کے تمام جامعات المدینہ گرلز میں پڑھنے والی طالبات کے لئے تربیتی اجتماع کا انعقاد کیا گیا جس میں صاحبزادیِ عطار سلمہا الغفار اور نگرانِ عالمی مجلسِ مشاورت اسلامی بہن نے بذریعہ انٹرنیٹ بیانات فرمائے۔ اس دوران صاحبزادیِ عطار نے ”طالبہ کو کیسا ہونا چاہیے؟“ کے حوالے سے سنتوں بھرا بیان کیا، جبکہ نگرانِ عالمی مجلسِ مشاورت اسلامی بہن نے طالبات کو دعوتِ اسلامی کے دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے اور شعبہ جات کے لئے زیادہ سے زیادہ ڈونیشن جمع کرنے کی ترغیب دلائی جس پر انہوں نے اچھی اچھی نیتیں کیں۔

اسپین کے شہر بادالونا میں دعائے شفا اجتماع کا انعقاد

نگرانِ نیوزی لینڈ اسلامی بہن کا سنتوں بھرا بیان

خیر خواہیِ اُمّت اور غم خواریِ اُمّت کا جذبہ رکھنے والی عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے تحت اسپین (Spain) کے شہر بادالونا (Badalona) میں دعائے شفا اجتماع کا انعقاد کیا گیا جس میں قُرب و جوار کی کثیر اسلامی بہنوں نے شرکت کی۔ تلاوتِ قراٰن اور نعت شریف کے بعد مبلغۂ دعوتِ اسلامی نے ”بیماری پر صبر کرنے“ کے موضوع پر سنتوں بھرا بیان کیا اور وہاں موجود اسلامی بہنوں کی دینی و اخلاقی اعتبار سے تربیت کی۔ علاوہ ازیں شرکائے اجتماع نے نمازِ حاجات پڑھی اور اللہ پاک کی بارگاہ میں عاجزی و انکساری کے ساتھ دعا کی۔ بعدِ اجتماع ”شعبہ روحانی علاج“ کی اسلامی بہنوں نے روحانی علاج کا بستہ (اسٹال) لگایا اور پریشان حال اسلامی بہنوں کے مسائل سُن کر انہیں تعویذاتِ عطاریہ و اورادِ عطاریہ دیئے۔

اسلامی بہنوں کی مزید مدنی خبریں جاننے کے لئے
اس ویب سائٹ کا وزٹ کیجئے
news.dawateislami.net

اسلامی بہنوں کے 8 دینی کاموں کا اجمالی جائزہ

نیکی کی دعوت کو عام کرنے کے جذبے کے تحت اسلامی بہنوں کے فروری 2023 کے دینی کاموں کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیے:

دینی کام		اوورسیز کارکردگی	پاکستان کارکردگی	ٹوٹل
انفرادی کوشش کے ذریعے دینی ماحول سے منسلک ہونے والی اسلامی بہنیں		291744	957220	1248964
روزانہ گھر درس دینے / سننے والیاں		30251	86765	117016
مدرسۃ المدینہ (بالغات)	مدارس المدینہ کی تعداد	3963	5849	9812
	پڑھنے والیاں	28793	75654	104447
ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع	تعداد اجتماعات	4165	9865	14030
	شرکائے اجتماع	124166	344651	468817
ہفتہ وار مدنی مذاکرہ سننے والیاں		30567	111400	141967
ہفتہ وار علاقائی دورہ (شرکائے علاقائی دورہ)		11226	26549	37775
ہفتہ وار رسالہ پڑھنے / سننے والیاں		132869	841297	974166
وصول ہونے والے نیک اعمال کے رسائل		36760	76472	113232

تحریری مقابلہ ”ماہنامہ فیضانِ مدینہ“ کے عنوانات (برائے جولائی 2023)

1. صفاتِ ابراہیم قرآنِ کریم کی روشنی میں مع وضاحت
2. مقتدیوں کے 5 حقوق
3. تجسس کی مذمت احادیث کی روشنی میں مع وضاحت

معلمات، ناظمات اور ذمہ دار اسلامی بہنوں کا تحریری مقابلہ (برائے جولائی 2023)

1. قرآن دعوتِ فکر دیتا ہے
2. حضور صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت مُبشِّر
3. محرم الحرام کی خرافات کے خاتمے میں خواتین کا کردار

مضمون بھیجنے کی آخری تاریخ: 20 اپریل 2023ء

مزید تفصیلات کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں: صرف اسلامی بہنیں: +923486422931

فروغِ علم

میں دعوتِ اسلامی کا کردار

علمِ دین کی بڑی اہمیت ہے۔ اللہ پاک اہلِ علم کے درجات بلند فرمائے گا، علم کی طلب میں نکلنے والا اللہ کی راہ میں ہوتا ہے، علمِ دین سیکھ کر لوگوں کو سکھانے والا جنت میں داخِل ہوگا، علم حاصل کرنا اللہ پاک کی رضا کا سبب، بخشش و نجات کا ذریعہ اور جنت میں داخلے کا ضامن ہے۔ حضرت علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ علم کے بارے میں فرماتے ہیں: اس (علم) کا حاصل کرنا بلندی کی علامت ہے۔ یہی وہ چیز ہے جس سے انسانی زندگی کامیاب اور خوشگوار ہوتی ہے اور اسی سے دنیا و آخرت بہتر ہو جاتی ہے۔ (بہارِ شریعت، 618/3، ملخصاً) الحمدللہ! آپ کی دعوتِ اسلامی دنیا بھر میں علمِ دین کو پھیلانے میں مصروفِ عمل ہے۔ دسمبر 2022ء تک دعوتِ اسلامی کے تعلیمی اداروں اور مدرسۃُ المدینہ بالغان و بالغات کی تعداد 68 ہزار سے زائد ہے جن کے سالانہ اخراجات اربوں روپے ہیں۔ تعلیمی اداروں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہیں:

جامعۃ المدینہ (بوائز، گرلز، ملک وبیرون ملک)	
جامعات المدینہ (بوائز، گرلز)	1309
طلبہ وطالبات کی کل تعداد تقریباً	117402
کل اسٹاف (مدرس، مدرسات، ناظم وناظمات وغیرہ)	11523
فیضان آن لائن اکیڈمی (بوائز، گرلز)	
فیضان آن لائن اکیڈمی برانچز کی تعداد	47
شفٹ	232
کلاسز	2325
طلبہ وطالبات، بچے اور بچیوں کی کل تعداد تقریباً	21462
کل اسٹاف (مدرس، مدرسات، ناظم وناظمات وغیرہ)	2811
مدرسۃ المدینہ (بوائز، گرلز، ملک وبیرون ملک)	
تعداد مدارس المدینہ (بوائز، گرلز)	9578
طلبہ وطالبات، بچے اور بچیوں کی کل تعداد تقریباً	323026
کل اسٹاف (مدرس، مدرسات، ناظم وناظمات وغیرہ)	13425
مدرسۃ المدینہ (بالغان وبالغات، ملک وبیرون ملک)	
تعداد مدرسۃ المدینہ (بالغان وبالغات)	56915
طلبہ وطالبات کی کل تعداد تقریباً	347313
کل اسٹاف (مدرس، مدرسات، ناظم وناظمات وغیرہ)	16875

دینِ اسلام کی خدمت میں آپ بھی دعوتِ اسلامی کا ساتھ دیجئے اور اپنی زکوٰۃ، صدقاتِ واجبہ و نافلہ اور دیگر عطیات (Donation) کے ذریعے مالی تعاون کیجئے! آپ کا چندہ کسی بھی جائز دینی، اِصلاحی، فلاحی، روحانی، خیر خواہی اور بھلائی کے کاموں میں خرچ کیا جاسکتا ہے۔

بینک کا نام: MCB **اکاؤنٹ ٹائٹل:** DAWAT-E-ISLAMI TRUST

بینک برانچ: MCB AL-HILAL SOCIETY، **برانچ کوڈ:** 0037

اکاؤنٹ نمبر: (صدقاتِ نافلہ) 0859491901004196

اکاؤنٹ نمبر: (صدقاتِ واجبہ اور زکوٰۃ) 0859491901004197

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، کراچی

UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144

Email: mahnamakhawateen@dawateislami.net / ilmia@dawateislami.net

Web: www.dawateislami.net WhatsApp: 0348-6422931